وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ

قادیانیت کی پہچان

از

جناب مولانا روح الامین صاحب بنگلہ دیشی

نظر ثانی

حضرۃ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

ناشر
مکتبہ حجاز، دیوبند، ضلع سہارنپور

Prop.-Sk. Abdul Gafar
At- Majhikhanda, P.O.- Niali
Dist-Cuttack, PIN-754004

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفے چند

اللہ کا نازل کیا ہوا دین اسلام ہے قادیانیت اس کا متوازی مذہب ہے اور ارشاد پاک ہے: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ، وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ترجمہ: اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو چاہے گا: وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا (آل عمران ۸۵) پس جو قادیانیت کے چکر میں پھنسے گا وہ گمراہی کی عمیق غار میں گرے گا!

آج قادیانیت کا فتنہ: ایک عالم گیر فتنہ بن چکا ہے انگریز اپنے خود کاشتہ پودے کی آبیاری میں مشغول ہیں، اس کو ہر طرح کی مدد پہنچا رہے ہیں۔ اور عام مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اس فتنہ کے حقیقی خدوخال سے واقف نہیں۔ قادیانی لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم سچے مسلمان ہیں، رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، قرآن کریم کو اللہ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں، اور اسلام کے تمام ارکان واعمال کے قائل ہیں، اور ہمارا مرزا دیگر مجددین کی طرح ایک مجدد ہے، پس ہم بھی ایک اسلامی فرقہ ہیں۔ مسلمان ان کی یہ پُرفریب باتیں سن کر دھوکہ کھا جاتے ہیں، اور وہ رفتہ رفتہ لوگوں کو اپنے جال میں پھانس لیتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان قادیانیت سے پوری طرح واقف رہے، اس کے حقیقی خدوخال کو پہچانے، تاکہ بے خبری میں اس کا شکار نہ ہو جائے۔

حسن اتفاق سے جناب مولانا روح الامین صاحب بنگلہ دیشی (حال مقیم امریکہ) کا اس موضوع پر ایک مختصر رسالہ نظر سے گذرا، میں نے عام لوگوں کے مطالعہ کے لئے اس کو بے حد مفید پایا۔ چنانچہ میں نے اس پر نظر ثانی کی اور اس کا نام ''قادیانیت کی پہچان'' تجویز کیا، اور اس کو اشاعت کے لئے دیدیا۔ امید ہے کہ یہ رسالہ لوگوں کے لئے چراغ راہ اور چشم کشا ثابت ہوگا۔ اور لوگ اس کے ذریعہ قادیانیت کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں گے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ، وَهُوَ الْهَادِي إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ.

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند

فہرست مضامین

- حرفے چند ۲
- پیش لفظ ۷
- اثباتِ ختم نبوت: قرآن کریم کی روشنی میں ۱۰
- تفسیر قرآن کا معیار اور اس کا صحیح طریق ۱۰
- تمام اسلاف کا کسی آیت کی مراد نہ سمجھنا یا غلط سمجھنا بچند وجوہ باطل ہے ۱۴
- جب صحابہ وتابعین کے تفسیری اقوال میں اختلاف ہو تو فیصلہ کیسے کیا جائے؟ ۱۹
- مرزا قادیانی کے نزدیک تفسیر قرآن کا معیار ۲۰
- ختم نبوت اور قرآن کریم: ۲۴
- آیت: ماکان محمد أبا أحد من رجالکم کی تفسیر ۲۴
- آیت کے جملوں میں ربط ۲۶
- آیت مذکورہ کی تفسیر قرآن مجید سے ۲۸
- آیت مذکورہ کی تفسیر احادیث سے ۲۹
- آیت مذکورہ کی تفسیر صحابہ وتابعین کے اقوال سے ۳۰
- آیت مذکورہ کی تفسیر ائمہ تفسیر کے اقوال سے ۳۱
- آیت مذکورہ کی تفسیر لغتِ عرب سے ۳۳
- ختم نبوت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ۳۴
- حدیث (۱) قصر نبوت کی آخری اینٹ ۳۴
- قصر نبوت کی تکمیل پر نزول عیسیٰ علیہ السلام سے شبہ کا جواب ۳۵
- حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۳۷
- حدیث (۲) لانبی بعدی وسیکون خلفاء ۳۸
- حدیث مذکورہ سے غیر تشریعی، ظلی، بروزی اور لغوی نبوت کا انقطاع ۳۹
- سب سے پہلا مدعی نبوت (اسود عنسی) اور اس کا قتل ۴۳

- طلیحہ اسدی کا دعوئے نبوت ۴۴
- مسیلمہ کذاب کا دعوئے نبوت ۴۵
- مذکورہ واقعات کے نتائج ۴۸
- مسیلمہ کذاب کے متبعین کا حشر ۴۹
- مدعی نبوت: سجاح بنت حارث ۴۹
- مدعی نبوت: مختار بن ابی عبید ثقفی ۵۱
- مدعی نبوت: حارث بن سعید کذاب دمشقی ۵۱
- مدعی نبوت: مغیرۃ بن سعید عجلی اور بیان بن سمعان تمیمی ۵۲
- مدعی نبوت: ابو منصور عجلی ۵۲
- اسّی صحابہ ختم نبوت کے گواہ ۵۳
- محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین اور صوفیاء کرام ۵۴
- ختم نبوت کے عقلی دلائل ۵۵
- قانون فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے ۶۱
- قانون فطرت کی نظیریں ۶۳
- ذاتِ خداوندی اور مرزائی عقائد ۶۴
- انکار ختم نبوت اور دعوئے نبوت ۷۰
- نبوت تشریعی اور شریعت جدیدہ کا دعوی ۷۴
- دعووں کا طومار ۷۶
- انبیاء علیہم السلام کی توہین ۷۷
- اہانتِ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام ۷۸
- معجزاتِ حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار ۸۱
- حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت و برتری ۸۱
- توہین مسیح علیہ السلام کے سلسلہ میں گیارہ فریب اور ان کے جوابات ۸۴
- حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی فضیلت ۹۱

- حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت اور چند فضائل ۹۲
- معجزاتِ مسیح علیہ السلام ۹۳
- مرزا کا حضور ﷺ سے مساوات بلکہ افضلیت کا دعوی ۹۳
- قرآن مجید کی حرمت و حفاظت پر ناپاک حملہ ۹۷
- احادیث نبوی ﷺ کی توہین ۱۰۱
- ملائکہ کے وجود کا انکار ۱۰۲
- مرزا پر جبرئیل علیہ السلام کا نزول ۱۰۳
- معراج النبی ﷺ کا انکار ۱۰۵
- قادیان کا مرتبہ ۱۰۵
- حج اور قادیانی نظریات ۱۰۹
- جہاد اور قادیانی عقائد ۱۱۰
- انگریز کی وفاداری ۱۱۱
- حضرات صحابہ اور قادیانی ۱۱۳
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین ۱۱۳
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین ۱۱۴
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی توہین ۱۱۴
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین ۱۱۴
- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین ۱۱۴
- حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین ۱۱۴
- مرزا کے غلط الہامات ۱۱۵
- (۱) مرزا قادیانی کا الہام اس کی عمر کے بارے میں ۱۱۶
- (۲) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں ۱۱۷
- (۳) مرزا کی جوانی پھر لوٹ آئے گی ۱۱۸
- (۴) مرزا کی اور شادی ہوگی ۱۱۹

- (۵) دجال کے متعلق قادیانی کی تحقیقات ۱۱۹
- (۶) قصہ محمدی بیگم کا ۱۲۰
- خدا کی انگریزی شان ۱۲۳
- انگریزی فرشتہ ۱۲۴
- مرزا بقولِ خود مفسد، کذاب و مفتری ۱۲۴
- قادیانی کا دعوئے نبوت ۱۲۵
- جو مسلمان قادیانی کو نہیں مانتے وہ سب کافر ہیں ۱۲۶
- لاہوری مرزائیوں کے عقائد ۱۲۷
- غیر قادیانیوں کا جنازہ پڑھنے کی ممانعت ۱۲۸
- دعاء مغفرت کی ممانعت ۱۲۹
- قادیانی سے غیر قادیانی کا نکاح جائز نہیں ۱۳۰
- مرزائی کلمہ ۱۳۱
- قادیانیوں کے متعلق عالم اسلام کے فیصلے ۱۳۲
- رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ۱۳۳
- پاکستان کی پارلیمنٹ کا فیصلہ ۱۳۵
- مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں ۱۳۶
- تعارف مرزائیت (اہم معلومات) ۱۳۷
- بصیرتِ اہل اللہ ۱۳۸
- علماء اسلام کا متفقہ فتوی ۱۳۳۶ھ ۱۳۹
- دار العلوم دیوبند کا فتوی ۱۴۱
- مظاہر علوم سہارن پور کا فتوی ۱۴۲
- تھانہ بھون کا فتوی ۱۴۳
- رائپور (ضلع سہارن پور) کا فتوی ۱۴۳
- دہلی کا فتوی ۱۴۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

قادیانیت ان باطل مذاہب میں سے ہے جن کی تکوین ہی اس غرض سے کی جاتی ہے کہ مسلم قوتوں کو زک پہنچائی جائے، اسلام کے ڈھانچے میں رخنے ڈالے جائیں اور اس کے افکار و نظریات کو نیست و نابود کیا جائے لیکن اس طرح کہ کسی کو علم نہ ہو کیونکہ تجربات اور تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جب بھی کسی جماعت یا کسی مخالف گروہ نے اسلام کو للکارا، اور اس سے مقابلہ کرنے کی جرأت کی تو وہ اس عظیم قوت کو ذرہ بھر بھی گزند نہ پہنچا سکا، بلکہ اس کے مقابلہ میں اسلام اور زیادہ آب و تاب سے چمکا اور اجاگر ہوا اور اس کے نام لیوا اور زیادہ ولولے کے ساتھ اس کے شیدائی اور فدائی بن گئے، یہود و نصاریٰ اور مکہ کے مشرکوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ وہ اسلام کی منزلت اور شان کو کم کر دیں، لیکن اس کی رفعتوں، پرشکوہ بلندیوں اور ناقابل شکست عظمتوں کے سامنے ان کا کچھ بس نہ چل سکا اور محرومیوں کے داغوں اور ناکامیوں کے دھبوں کے سوا انہیں کچھ حاصل نہ ہوا، میدان جنگ میں اگر صلیبیوں نے اس چٹان سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پوری قوت و طاقت کے باوجود اپنے سر کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکے جس طرح کفار مکہ اور یہود یثرب ابتدائی ایام میں اپنے سر پھوڑ چکے تھے اور اگر کسی نے علمی میدان میں مناظرات و مناقشات کے ذریعہ اس سے پنجہ آزمائی کی کوشش کی تو اس کی حسرتوں کا خون ہو گیا۔ پھر اعدائے اسلام نے ترغیب و تحریض اور تہدید و تخویف کے حربے آزمائے لیکن نامرادیوں نے دامن نہ چھوڑا اور اسلام اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ پھلتا

پھولتا اور پھیلتا چلا گیا۔ راستے کی رکاوٹیں اور بیگانوں کی سختیاں اس کی جولانیوں میں مزاحم نہ ہوسکیں۔ اور پھر ناامیدیوں نے ڈیرے ڈال دیئے اور وہ اسلام کو زک دینے، اس کے نور کے سامنے بند باندھنے، اس کے سورج کی روشنی کو ڈھانپنے اور چھپانے سے مایوس ہوگئے۔ جزیرہ عرب کے مشرکوں، مصر وشام اور روم ویونان کے عیسائیوں اور قریظہ وخیبر کے یہودیوں نے اس کا خوب تجربہ کیا اور پھر اس حربہ کو اپنے اپنے وقت میں ہندوؤں، بدھ مت کے پیروؤں، آتش پرستوں اور سکھوں نے بھی دوہرایا۔ اور سب نے دیکھ لیا کہ یہ وہ چٹان ہے جسے نہ صرف یہ کہ پاش پاش کرنا ناممکن ہے بلکہ اس میں چھید کرنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں اور ایلاج جمل فی سم الخیاط سے بھی دشوار کام ہے۔ ان تلخ وترش تجربات سے دشمنانِ دین نے یہ سبق حاصل کیا کہ اسلام سے کھلے بندوں ٹکر لینا، اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس سے مسلمانوں کے جذبات ابھرتے ہیں اور ان کی غیرت وحمیت کو ٹھیس لگتی ہے۔ اس لئے انھوں نے طے کیا کہ آئندہ کبھی اسلام اور مسلمانوں کو کھلے میدان میں دعوت مبارزت نہ دی جائے بلکہ ہمیشہ اسے مخفی سازشوں اور پوشیدہ چالوں سے زیر کرنے کی کوشش کی جائے۔ دھوکہ اور منافقت کی ٹکنیک اپنائی جائے اسلام کے نام لیواؤں میں سے اسلام ہی کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کرنے والے تیار کئے جائیں اور اس طرح بتدریج اسلام کے افکار پر چھاپہ مارا جائے اس کے نظریات کو نابود کیا جائے اور اس کی حقیقی تعلیم کو مٹایا جائے اور بالآخر اس کے وجود کو ختم کردیا جائے۔

اس پلان کے تحت قادیانیت کا وجود عمل میں لایا گیا اولاً وہ ایک اسلامی فرقے کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی اور بڑی چابک دستی اور ہوشیاری سے اپنے زہریلے افکار وخیالات کا مسلمانوں میں پرچار کرنے لگی عام لوگوں کو اس کی اصلیت کا علم نہ ہوسکا پھر آہستہ آہستہ باقاعدہ ترتیب کے ساتھ رازہائے نہفتہ کو سامنے لایا گیا اور جب دیکھا کہ چند بے وقوف اور کچھ غرض مند اچھی طرح اس کے جال میں پھنس گئے ہیں اور

اب ان کے لئے فرار کا کوئی راستہ نہیں رہا تو اچانک اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ ظاہر ہوگئی۔ بہت سے لوگ جو اس تحریک کے ساتھ ناواقفیت کی بنا پر ہوگئے تھے، اور جن کے سینے میں ہنوز ایمان کی کوئی کرن باقی تھی: اس تحریک کو ایک مستقل مذہب کی صورت میں ڈھلتے دیکھ کر اپنی نادانی پر پشیمان ہوکر کنارہ کش ہوگئے۔ اور بہت سے جاہل فریب خوردہ اور خودغرض دین اسلام اور محمد عربی ﷺ سے رشتہ توڑ کر قادیانیت اور متنبّی ہندی سے رشتہ جوڑ بیٹھے۔

قادیانیوں نے اپنے ولی نعمت انگریز کے اشارے پر ان تمام مراحل کو اپنی تبلیغ اور پروپیگنڈے کی بنیاد بنالیا کہ پہلے پہل تو مرزا غلام قادیانی کو مجدد کہیں پھر مسیح اور رسول اللہ اور آخر میں تمام انبیاء سے افضل وبرتر نبی باور کرائیں، تاکہ عام مسلمانوں کو اپنے فریب کا شکار بنایا جاسکے اور اسلام کے حقائق کو مسخ کیا جاسکے۔

چنانچہ ضروری ہوا کہ پہلے ختم نبوت (حضرت محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں) کو کتاب وسنت اور اجماع امت اور اقوال سلف وخلف اور عقل وسائنس کی روشنی میں ثابت کیا جائے۔ پھر مرزا واذناب مرزا اور تمام قادیانیوں کے حقیقی کفریہ معتقدات کو ان ہی کی کتابوں اور ان ہی کی عبارات سے پیش کیا جائے، تاکہ مسلمانوں کو اور بعض ناواقف قادیانیوں کو مرزائیت کی اصل صورت نظر آئے، اور انہیں علم ہوجائے کہ یہ لوگ کس قدر چالاک منافق اور مفسد ہیں اور کس طرح یہ بے دریغ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بندہ

روح الامین قاسمی

۱۹۹۰/۲/۲۵ء

اثبات ختم نبوت

ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں

قرآن مجید وہ کتاب عزیز ہے جس کی ایک ایک ادا پر اہل اسلام کی جانیں قربان ہیں اور اس کے ہر اشارے پر مسلمانوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں بہت کافی تھا کہ مسئلہ زیر بحث میں بھی وہ ایک اشارہ پر کفایت کرتا لیکن خدائے علیم وخبیر ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا مسئلہ زیادہ قابل اہتمام ہے اور اس مسئلہ کے بیان کی آئندہ ضرورت پڑنے والی ہے اس نے اپنے ازلی کلام میں اس مسئلہ کا ہر پہلو اس قدر واضح کر دیا کہ کسی مسلمان کو جس کے دماغ میں فہم کا کچھ مادّہ اور قلب میں تھوڑا سا بھی خدا کا خوف اور اس کی کتاب کی کچھ عظمت ہو اس کے لئے کسی قسم کے شک وشبہ اور تاویل وتخصیص کی گنجائش نہ چھوڑی پھر نہ صرف ایک مرتبہ اور ایک جگہ بلکہ متعدد مرتبہ اور مختلف مقامات میں مختلف طرز بیان سے اس مسئلہ کو ذہن نشین کیا گیا جس کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے۔

تفسیر قرآن کا معیار اور اس کا صحیح طریق

جن حضرات نے علوم قرآن پر کتابیں لکھی ہیں انھوں نے اس مسئلہ کو اہم قرار دے کر مفصل بیان کیا ہے اس جگہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن کی عبارت کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے جس کو انھوں نے جمہور علماء سے نقل کیا ہے:

قرآن مجید کی تفسیر مذکورہ ذیل طریقوں پر علی الترتیب قابل اعتماد ہوگی اور جو تفسیر

ان طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی نہ ہو وہ قرآن کی تحریف سمجھی جائے گی۔

مقدم اور سب سے زیادہ قابل اعتماد اس باب میں وہ تفسیر ہے جو خود قرآن مجید ہی کی دوسری آیات سے مستفاد ہو کیونکہ اس کلام پاک میں اگر ایک مسئلہ کو کسی جگہ مبہم ارشاد فرمایا ہے تو اکثر دوسری جگہ اس کی تفصیل کر دی گئی ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے تفسیر القرآن بالقرآن پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں قرآن کی مبہم آیات کی دوسری آیات سے شرح کی گئی ہے۔ اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا التزام فرمایا ہے کہ ایک آیت کی تفسیر اگر کسی دوسری آیت سے ہو سکتی ہو تو سب سے پہلے اس کو لاتے ہیں۔

دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہے جو آنحضرت ﷺ نے کسی آیت کے متعلق اپنے قول یا فعل سے بیان فرمائی ہے کیونکہ یہ کتاب مبین آپ پر نازل ہوئی ہے۔ اور آپ کو رسول بنا کر بھیجنے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آپ اس کتاب کی تعلیم اور اس میں جو امور مبہم ہیں ان کو بیان فرمائیں۔ قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے فرمایا: ﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ یعنی آنحضرت ﷺ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور اس کے احکام کی وضاحت کریں۔

اور فرمایا: ﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ ترجمہ: تاکہ آپ بیان کر دیں لوگوں کے لئے وہ آیات جو ان کی طرف نازل کی گئیں ہیں۔

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن کو صحیح سمجھنے کے لئے رسول کی تعلیم وتبیین کی ضرورت ہے اگر قرآن کو سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان کا جاننا کافی ہوتا تو رسول ﷺ کو بھیجنے کی اور ان کے فرائض منصبی میں قرآن کی تعلیم وتبیین داخل کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

جب نبی کریم ﷺ کی بعثت کی غرض میں یہ بات داخل ہے کہ آپ قرآن کی تعلیم دیں اور اس کے مجمل اور مبہم کی شرح اور تفسیر فرمائیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ آپ ﷺ

کے کل فرمان وحی الٰہی ہیں تو دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہوگی جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے۔

تیسرے درجہ میں صحابہ کرام کی تفاسیر قابل اعتماد ہیں کیونکہ انھوں نے قرآن کے نزول کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب کوئی انسان کوئی کتاب دین کی ہو یا دنیا کی کسی شخص سے پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی غرض صرف عبارت پڑھنا نہیں ہوتی بلکہ اس کے معانی کا سمجھنا اہم مقصود ہوتا ہے، اور جب طب یا نحو وصرف کی کتاب کوئی ادنی طالب علم بے سمجھے پڑھنا حماقت اور تضییع عمر سمجھتا ہے تو آپ خود فیصلہ کریں کہ جب استاذ نبی کریم ﷺ ہوں جن کی غرض بعثت تعلیم کتاب ہے اور شاگرد وہ صحابہ ہوں کہ تمام امت کے اذکیاء ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتے اور کتاب وہ اہم کتاب ہو جس پر ان کے اور تمام امت کے دینی ودنیوی مقاصد اور دارین کی فلاح موقوف ہو، تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپؐ سے محض الفاظ قرآن پڑھنے پر اکتفا کریں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود فرماتے ہیں کہ جب ہم آپؐ سے قرآن مجید پڑھتے تھے، تو مطالب اور معانی کو بھی آپ سے ہی پڑھتے تھے، سیوطی رحمہ اللہ نے بحوالہ ابوعبد الرحمٰن سلمی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام جب نبی کریم ﷺ سے دس آیتیں پڑھتے تھے تو اس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے جب تک اس کے تمام علمی اور عملی مطالب پوری طرح معلوم نہ کرلیں۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن مجید کو آپ سے سیکھا اور اس کے علم وعمل وغیرہ سب کو معلوم کیا (اتقان ۱:۱۷۶)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جیسے جلیل القدر صحابی کو سورہ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ سال صرف ہوئے (رواہ مالک فی الموطا) خدا جانے انھوں نے آٹھ سال میں کیا کیا علوم ومعارف حاصل کئے ہونگے، حفظ کے لئے تو چند روز کافی تھے اور چونکہ صحابہ کرام کے علوم قرآنیہ آنحضرت ﷺ سے حاصل کردہ ہیں اس لئے امام الحدیث

حاکم نے کہا ہے کہ تفاسیر صحابہ سے مراد اس جگہ صرف وہ تفاسیر ہیں جو شان نزول وغیرہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں مطلقاً اقوال صحابہ مراد نہیں، خود حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

چوتھے درجہ میں تابعین رحمہم اللہ کے اقوال دوبارہ تفسیر قابل وثوق سمجھے جاتے ہیں کیونکہ بہت سے تابعین نے پورا قرآن مجید صحابہ کرام سے پڑھا ہے اور اس کے وہ علوم ومعارف حاصل کئے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے آنحضرت ﷺ سے سیکھتے تھے۔

پانچویں درجہ میں وہ تفسیر قابل عمل ہے جو ان ائمہ تفسیر نے تحریر فرمائی ہے جن کی عمریں اسی میدان میں ختم ہوگئیں اور جنھوں نے تفسیر کے باب میں اصول سابقہ کو پیش نظر رکھ کر احادیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال صحابہ وتابعین کو اپنا امام بنایا اور اس باب میں جو کچھ کہا صحابہ وتابعین کے اقوال کی ترجمانی کی ہے۔ اس لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ پانچواں درجہ کوئی مستقل درجہ نہیں بلکہ تیسرے اور چوتھے درجہ میں داخل ہے کیونکہ صحابہ وتابعین کے آثار بھی انہیں تفاسیر سے معلوم ہوسکتے ہیں۔

اس قسم کی تفسیروں میں سے سیوطی رحمہ اللہ نے کتب ذیل کا نام لیا ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ، ابوالشیخ، ابن حبان، ابن المنذر وغیرہ۔ اور کتب متداولہ میں سے ابن کثیر، درمنثور وغیرہ بھی اسی قسم کی تفسیریں ہیں۔

یہ پانچ اصول ہیں جو قرآن عزیز کی صحیح تفسیر کا معیار ہیں جو تفسیر ان اصول کے مطابق ہے وہ قابل اعتماد ہے اور جو اس معیار پر درست ثابت نہ ہو وہ قرآن مجید کی تحریف اور زندقہ والحاد ہے اسی کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے۔

من تکلم فی القرآن برائه فأصاب فقد اخطأ (رواہ النسائی وابوداؤد والترمذی) — جو شخص قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کلام کرے اور (اتفاقاً) صحیح بھی ہو تب بھی اس نے خطا کی۔

من قال فی القرآن بغیر علم — جو شخص قرآن کریم کی تفسیر بغیر علم کے کرے

فَلْيَتَبَوَّأْ مقعدهٗ من النار (رواہ أبوداود) اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

وجہ ظاہر ہے کہ صحابہ وتابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایجاد کرنا اور آیت کی مراد ان سب کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور پھر تابعین اور تبع تابعین اور پھر تمام ائمہ سلف صالحین میں سے کسی کو حق کی طرف ہدایت نہ ہوئی، یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کا کوئی مسلمان جو قرآن مجید کو خدا کی کتاب جانتا ہے قائل نہیں ہوسکتا؟ کیونکہ یہ وہ مفسدہ عظمیٰ ہے جو اسلام کی بیخ وبنیاد کو ہلا دینے والا ہے بلکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو کوئی منصف کافر بھی اس بیہودگی کو اختیار نہیں کرسکتا۔

تمام اسلاف کا کسی آیت کی مراد کو نہ سمجھنا یا غلط سمجھنا بوجوہ ذیل باطل ہے۔

اول: اس صورت میں قرآن مجید خدا کا کلام نہیں بلکہ کسی سمجھدار انسان کا کلام بھی نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس کا دعوی ہے کہ وہ ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے اور جب تمام عالم باوجود اپنی امکانی کوششوں کے تیرہ سو برس تک اس کی مراد کو نہ پاسکا تو وہ معاذ اللہ ایک چیستان ہوگئی کوئی قابل عمل کتاب نہ رہی۔

دوم: اس صورت میں قرآن مجید کوئی قابل عمل اور قابل اعتماد کتاب نہیں رہتی سو برس تک تمام امت کی عرق ریزی اور جانکاہی اس کی صحیح مراد تک نہ پہنچا سکی اور ان سب کے ناخن تدبیر اس گتھی کو نہ سلجھا سکے اور امت کے سب سے بڑے ارکان صحابہ وتابعین اس چیستان کے حل کرنے سے عاجز رہ گئے، اور معاذ اللہ ہمیشہ گمراہی میں پھنسے رہے تو جو صاحب آج اس کے نئے معنی گھڑتے ہیں کیا اس میں بھی یہ احتمال نہیں کہ وہ بھی پہلے معنی کی طرح آئندہ چل کر غلط ثابت ہوں جس کا ظہور آئندہ ہو؟ ورنہ وہ بتلائیں کہ ان کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ جو کچھ مراد سمجھتے ہیں وہ ہرگز غلط نہیں ہوسکتی، بلکہ اس صورت میں ہر شخص کو یقین کرلینا پڑے گا کہ جب اس ذات مقدس

نے اس معمہ کو حل نہ کیا جس پر قرآن نازل ہوا اور ان کو اس کے پڑھانے اور بیان کرنے کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا، پھر صحابہ کرام پر اس کی صحیح مراد ظاہر نہ ہوسکی، حالانکہ انھوں نے اسی کے حاصل کرنے اور پڑھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی شاگردی کی اور خدمت میں عمر گذار دی اور بیچاروں نے آٹھ آٹھ اور بارہ بارہ برس صرف ایک سورت کے پڑھنے اور سمجھنے میں صرف کئے پھر اسلاف امت میں سے ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس کے حل کرنے کے لئے ان حضرات نے زور لگائے جن کی ذکاوت اور تیزی طبع اور فہم خداداد کا کفار کو بھی اعتراف ہے لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے بھی وہ سب اس کے صحیح معنی سمجھنے سے عاجز رہے تو پھر یہ کتاب کیا اس قابل ہوسکتی ہے کہ کسی عقل مند کو اس کی طرف دعوت دی جائے یا کوئی اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوسکے؟

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ وتابعین جو آنحضرت ﷺ کے بلاواسطہ یا ایک واسطہ سے شاگرد ہیں اور تعلیم قرآن جو آپ کی بعثت کا اصلی مقصد ہے، اگر یہ لوگ بھی قرآن کو صحیح نہ سمجھے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید ایک غیر مأمون کلام ہے۔ امت نے اس کے جو معنی سمجھے وہ آج غلط ثابت ہوئے پھر جو معنی آج قرار دیئے جاتے ہیں، اس پر کیا اطمینان ہے کہ وہ بھی آئندہ غلط ثابت نہ ہونگے اور ان امور کے ہوتے ہوئے کیا کسی مسلمان کا منہ ہے کہ وہ کفار کو اس کتاب عزیز پر ایمان لانے اور اس کے اتباع کی دعوت دے؟

سوم: بتصریحات احادیث: صحابہ کرام کی جماعت ہر حیثیت سے اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے۔ صحابہ ہی کی شان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: أبرهم قلوبًا وأعمقهم علمًا یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم سب انسانوں سے زیادہ پاک دل اور سب سے گہرے علم والے ہیں اور حدیث معروف: خير القرون قرنی ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم بھی اس معنی کی شاہد ہے۔ پھر اس ذہن وذکاوت کے ساتھ وہ قرآن کی زبان جاننے والے، اور اس کی آیات کے نزول کا رات

صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں ان کے اقوال سے تجاوز کرنا قطعا درست نہیں۔ اس بارہ میں امام الحدیث والتفسیر حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک عبارت علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اتقان میں نقل کی ہے۔

فإن الصحابة والتابعين والأئمة إن كان لهم في الآية تفسير وجاء قوم فسروا الآية بقول آخر لأجل مذهب اعتقدوه وذلك المذهب ليس من مذاهب الصحابة والتابعين صار مشاركًا للمعتزلة وغيرهم من أهل البدع في مثل هذا وفي جملة من عدل عن مذاهب الصحابة والتابعين وتفسيرهم الذي يخالف ذلك كان مخطئًا في ذلك بل مبتدعاً لأنهم أعلم بتفسيره ومعانيه كما أنهم أعلم بالحق الذي بعث الله به رسوله (الإتقان ۲:۱۷۸)

ترجمہ: پس اگر آیت میں صحابہ وتابعین اور ائمہ تفسیر کی کوئی تفسیر منقول ہو اور پھر کوئی شخص آئے جو اپنے معتمد علیہ مذہب کے لئے آیت کی تفسیر کسی نئے قول سے کرے اور یہ مذہب مذاہب صحابہ وتابعین میں سے نہ ہو تو یہ شخص فرقہ معتزلہ اور دوسرے اہل بدعت کے فرقوں میں داخل ہوگا اور حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص مذاہب صحابہ وتابعین اور ان کی تفسیر سے عدول کر کے کوئی مخالف قول اختیار کرے، وہ اس تفسیر میں خطا کار بلکہ مبتدع ہے اس لئے کہ صحابہ وتابعین قرآن مجید کے معانی اور اس کی تفسیر کے زیادہ عالم ہیں جیسا کہ وہ اس دین حق کے زیادہ عالم ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آج قرآن مجید کی تفسیر اور تعیین مراد کے لئے سب سے زیادہ سہل اور اسلم طریق یہ ہے کہ اول سلف صالحین صحابہ تابعین وتبع تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال اور تفاسیر پر نظر ڈالے اور جب کسی آیت کی تفسیر ان حضرات سے مل جائے تو اسی کو قرآن کی مراد سمجھ کر مطمئن ہو جائے، البتہ مزید اطمینان کے لئے اور شرح صدر

دن مشاہدہ کرنے والے بھی تھے، اور اس پر مزید یہ [illegible] بارہ
بارہ برس ایک ایک سورت پر صرف بھی کرتے ہیں اور سب سے زیادہ یہ کہ اسکے مطالب
کو خاص اس مبارک ذات سے سیکھتے ہیں جس پر قرآن نازل ہوا اور جس کے مبارک
سینہ کو علوم اولین وآخرین سے معمور کیا گیا اور ان کو اس کتاب عزیز کا معلم بنا کر بھیجا گیا،
اور خود صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے قرآن مجید کے الفاظ
ہی نہیں سیکھے بلکہ اس کے معانی ومطالب اور علم وعمل سب چیزیں آپ سے ہی حاصل
کیں پھر کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید کے صحیح معنی ان سب حضرات سے مخفی رہ جائیں؟
اسی طرح تابعین رحمہم اللہ نے قرآن کریم صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے حاصل
کیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب کے سب اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکے!

چہارم: قرآن مجید خود ارشاد فرماتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید کی تعلیم وتبیین کے لئے بھیجا گیا ہے جیسا کہ پہلے چند آیات سے ثابت ہو چکا ہے پس اگر آنحضرت ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور معاذ اللہ قرآن اسی ابہام اور اخفاء کی تاریکی میں باقی رہا تو خدا کا یہ ارادہ پورا نہ ہوا اور نبی کریم ﷺ نے اپنے کار منصبی کو پورا نہ کیا۔ اسی لئے امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آج کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہے وہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (معاذ اللہ) اپنے فریضہ رسالت میں خیانت کی اور پورا دین امت کو نہیں پہنچایا۔

الحاصل آج جو شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہے اس کے لئے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین صحابہ تابعین کی تفاسیر کو اپنا قدوہ بنا کر ان کی اختیار کردہ تفسیر کے ذریعہ قرآن کی مراد سمجھے اور جو معنی جمہور صحابہ وتابعین اور اسلاف امت کے خلاف سمجھ میں آئیں ان کو اپنی غلط فہمی اور قصور علم کا نتیجہ سمجھے۔ اگرچہ اس کے گمان میں وہ معنی قرآن کا مدلول معلوم ہوتے ہوں۔

غرض صحابہ وتابعین جو کہ اس کتاب کے علوم میں آنحضرت ﷺ کے بلا واسطہ یا

کے لئے، اگر احادیث اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے اس تفسیر کے ماخذ کو بھی دریافت کرے اور معلوم کرے کہ صحابہ وتابعین نے آیت کی تفسیر کہاں سے لی ہیں تو یہ بھی ایک مفید علم اور خداوند عالم کی بڑی نعمت ہے لیکن یہ یاد رہے کہ محض اپنی نارسا فہم کے اعتماد پر صحابہ وتابعین کے خلاف کسی مضمون کو قرآن کی مراد ومدلول بنانا جائز نہیں۔

اگر کسی آیت کی تفسیر صحابہ وتابعین اور ائمہ مفسرین کی نقل سے نہ ملے تو خود احادیث میں غور کرے اور اگر وہاں کچھ صراحت یا اشارہ سے آیت کی مراد متعین ہو جائے تو اسی کو مراد سمجھے۔ ورنہ پھر خود اس آیت کے اگلے پچھلے مضمون اور دوسری آیات میں غور کر کے جو کچھ مراد سمجھ میں آوے اس پر اعتماد کرے۔

اور اگر بالفرض ان میں سے کسی صورت سے آیت کی تفسیر واضح نہ ہو حالانکہ یہ بات تقریباً ناممکن ہے تو پھر لغت عرب اور قواعد نحو وصرف اور معانی وبلاغت اور سیاق وسباق کے دیکھنے سے جو معنی سمجھے جاتے ہوں انہی کو اس کی تفسیر قرار دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی اس قسم کی آیات میں یہی طریق تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

الشعر ديوان العرب فإذا خفى علينا حرف من القرآن الذى أنزله بلغة العرب رجعنا إلى ديوانها (اتقان ۱:۱۲۱)

''شعر عرب کا دیوان ہے (جس میں مہمات اور مشکلات کے فیصلے ہوتے ہیں) پس جب کوئی لفظ قرآن کا ہم پر مخفی ہو جاتا ہے تو ہم اس دیوان کی طرف رجوع کرتے ہیں''

لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ اخیر کی تین صورتیں بالخصوص چوتھی صورت بالکل نادر اور قلیل الوجود ہے۔ بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ بالکل موجود نہیں تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ تقریباً تمام قرآن مجید کی تفسیر صحابہ وتابعین اور ائمہ متقدمین سے منقول اور کتابوں میں مدون ہے۔

غرض آج ہمارے لئے تفسیر قرآن کے بارے میں سیدھا راستہ اور سہل طریق اور

سب سے زیادہ قابل اطمینان ذریعہ جس میں غلطی کا احتمال نہیں وہ صرف یہی ہے کہ ہم صحابہ وتابعین اور ائمہ متقدمین کی تفسیروں پر اعتماد کریں اور ان کے خلاف اگر کوئی معنی سمجھ میں آئیں تو اس کو اپنا قصور فہم خیال کریں کیونکہ ہم اوپر تفصیلاً عرض کر چکے ہیں کہ تمام دنیا جمع ہو کر بھی اس بارہ میں صحابہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ علاوہ نقل صریح کے عقل سلیم اور تجربہ اور عادت جاریہ کا بھی یہی مقتضی ہے کہ کلام کی مراد جس قدر اس کا مخاطب یا مخاطب کا شاگرد سمجھ سکتا ہے بعد کے لوگ محض کتابوں کی ورق گردانی کر کے ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ممکن ہے کسی کو یہ خیال ہو کہ صحابہ وتابعین کے اقوال دربارہ تفسیر اکثر مختلف ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ کیسے فیصلہ کن ہو سکتے ہیں؟

جواب: اولاً تو ان اختلافات میں غور کرنے والا بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ وہ اختلافات درحقیقت اختلاف نہیں تھے بلکہ محض تعبیر وتمثیل اور الفاظ وعنوان کا فرق ہوتا تھا۔ سرسری دیکھنے والا اس کو اختلاف سمجھتا ہے مثلاً صراط مستقیم کی تفسیر میں بعض صحابہ نے فرمایا کہ اس سے اتباع قرآن مراد ہے اور بعض نے اسلام سے تفسیر کی اور بعض نے سنت وجماعت سے اور بعض صحابہ نے طریق عبودیت سے اور بعض حضرات نے اطاعت خدا اور رسول سے۔ یہ اقوال اگرچہ مختلف نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اتباع قرآن ہی درحقیقت اسلام ہے اور اسی کا نام سنت وجماعت ہے اور وہی طریق عبودیت اور اطاعت خدا اور رسول ہے۔

بیشتر صحابہ کرام کے اختلاف اسی قسم کے ہیں بعض شاذ ونادر اختلافات ایسے ہیں جن کا مراد پر اثر پڑتا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **ولهذا كان النزاع بين الصحابة فى تفسير القرآن قليلا جدًا** چونکہ صحابہ نے علوم قرآنیہ آنحضرت ﷺ سے بلاواسطہ حاصل کئے ہیں اس لئے اس بارے میں اختلاف بہت کم ہے۔

پھر جن آیات میں حقیقۃ صحابہ کے اقوال میں کچھ اختلاف ہے اس میں تابعین اور ائمہ مجتہدین نے اسناد کی تحقیق اور رواۃ کے ضبط واتقان اور ثقاہت کے اعتبار سے ترجیح کی صورتیں قائم کردی ہیں پس بحمد اللہ اس طریق پر کوئی غبار نہیں اور تفسیر قرآن کے بارے میں اس راستہ پر چلنے والے کے لئے گمراہی کا کوئی خطرہ نہیں۔

یہ وہ معیار ہے جس سے تفسیر کے معاملہ میں صحیح اور غلط اور حق و باطل کا فیصلہ ہوسکتا ہے اور یہی وہ طریق ہے جس پر تیرہ سو برس سے جمہور اہل سنت و جماعت کا عمل ہے اور انشاء اللہ تا قیامت رہے گا۔

اس کے بعد دیکھئے مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی تفسیر کے لئے کیا معیار قائم کیا ہے: اور کیا وہ قابل اعتماد معیار ہے؟

مرزا قادیانی کے نزدیک تفسیر قرآن کا معیار

چونکہ جمہور اہل سنت و جماعت اور صحابہ و تابعین کے طریق پر مرزا قادیانی کی تحریفات اور اوہام کے لئے قرآن مجید کی آیات بینات میں کوئی راستہ نہیں تھا اس لئے اس نے ضروری سمجھا کہ تفسیر قرآن کے اصول و معیار ہی کو بدل دیا جائے، چنانچہ اپنے رسالہ برکات الدعاء ص ۱۲ الغابت ص ۱۵ میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے تفسیر کے لئے سات معیار تجویز کئے ہیں، اور اس میں اپنی قدیم عادت کے موافق عوام کو بہکانے کے لئے چند متفق علیہ معیاروں کو بھی ذکر کردیا ہے۔ ورنہ درحقیقت اس کے نزدیک ساتواں معیار ہی قابل قبول ہے چنانچہ خود اس کی تصریح ہے کہ یہ معیار سب معیاروں پر حاوی ہے۔

ان سات معیاروں میں چار تو وہی ہیں جو ہم نے جمہور سے نقل کئے ہیں یعنی خود ان کی دوسری آیات، اور احادیث اور اقوال صحابہ اور اقوال تابعین سے تفسیر کرنا۔ ن معیار اپنی طرف سے ایسے تجویز کئے جو اس کی ہر ضرورت کو قرآن مجید سے پورا ں اور وہ اپنی سب تحریفات کو قرآن میں داخل کرسکے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

پانچواں معیار: خود اپنے نفس مطہر کو لے کر قرآن میں غور کرنا۔

چھٹا معیار: روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے جسمانی سلسلہ ہے کیونکہ خداوند کریم کے دونوں سلسلوں میں بالکل تطابق ہے۔

ساتواں معیار: وہی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں اور یہ معیار گویا سب معیاروں پر حاوی ہے۔

ہم اس معاملہ کو منصف ناظرین پر چھوڑتے ہیں کیا وہ تین معیار جو مرزا قادیانی نے گھڑے ہیں قرآن کی مراد متعین کرنے کے لئے معیار ہوسکتے ہیں؟ اور ان سے ہم تفسیر کے باب میں کھرے کھوٹے کی تمیز کرسکتے ہیں؟ جس شخص میں فہم وادراک کا کچھ مادہ موجود ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ یہ معیار کسی طرح فیصلہ کن نہیں ہوسکتے کیونکہ ان میں سے اول معیار کی بناء پر ہر شخص قرآن پر حاکم بن جاتا ہے ہر ایک جاہل کہہ سکتا ہے کہ میرا نفس مطہر اس آیت کے یہ معنی تجویز کرتا ہے اور بمقتضائے آیت ﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ ہر شخص اپنے ہی تجویز کردہ معنی کو حق اور درست خیال کرے گا۔ اور اس بناء پر قرآن کریم کی تفسیر جتنے منہ اتنی باتیں بن جائے گی۔ اس نرالے معیار کی بناء پر کسی باطل سے باطل اور بیہودہ سے بیہودہ خیال کو بھی لغو و باطل کہنے کا کسی کو استحقاق نہیں رہے گا۔

اسی طرح دوسرا معیار بھی ایک عجیب چیستاں ہے جس سے کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ غالباً مرزا قادیانی کی مراد اس سے یہ ہے کہ قرآن کی آیت کی تفسیر ایسی نہ کرنی چاہئے جو خلافِ عادت اور خلاف مشاہدات ہو لیکن قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا حاصل محض معجزات کا انکار ہے جو قطعیات اسلام میں داخل ہیں اور جن پر قرآن وحدیث کی متواتر اور قطعی نصوص شاہد ہیں پس یہ معیار علاوہ اس بات کے کہ درباۂ تفسیر کوئی فیصلہ کن نہیں خود ہی بالکل قطعیات اسلام کے خلاف اور محض باطل ہے۔

اور تیسرا معیار بھی جس کو مرزا قادیانی تمام معیاروں پر حاوی قرار دیتا ہے درحقیقت

قرآن کی آیات بینات کی تحریف اور مسخ کرنے کی ایک چال ہے کیونکہ اولیاء ومحدثین کے مکاشفات دجل نفس وشیطان سے معصوم نہیں جب کہ وحی اور قرآن مجید اس سے بالکل معصوم اور پاک ہیں۔

وحی کے ساتھ خدا کی پولیس (فرشتے) آگے پیچھے حفاظت کے لئے آتے ہیں

ارشاد ہے:

وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا — ایک رصد (پہرہ) بھیجتا ہے

پس ایک معصوم کلام کی مراد غیر معصوم کشف پر موقوف نہیں ہوسکتی اہل فہم ذرا سے غور سے بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی غرض اس معیار سے قرآن مجید پر حکومت کرنا ہے کیونکہ وہ محدَّث ومجدد بلکہ نبی ہونے کا بھی دعوی کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث کی نسبت تو وہ اپنے رسالہ شہادۃ القرآن میں صاف طور پر اعلان کر چکا ہے کہ جو حدیث میری وحی کے خلاف ہو وہ ردّی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے۔

غرض تمام معیاروں کا لب لباب اور خلاصہ یہ ساتواں معیار ٹھیرا اور اس کا حاصل یہ ہے کہ تفسیر قرآن وہ معتبر ہے جو مرزا قادیانی کرے۔ مرزا قادیانی درحقیقت چاہتا ہے کہ اپنے فریب سے حدیث وقرآن دونوں کو اپنا محکوم ومطیع بنائے لیکن یاد رہے کہ خدا کا پاک کلام اور سچا رسول دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ دنیا اس کا اتباع اور اطاعت کرے نہ اس لئے کہ وہ ہر ہوسناک انسان کی خواہشات کا پیرو ہو جائے ایسا ہوگا تو اہل عالم مصیبت میں پڑ جائیں گے خداوند عالم فرماتے ہیں: ﴿لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ﴾ اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا اتباع کرنے لگے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

اور میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن کی تفسیر کے لئے یہ تین چیزیں جن کو مرزا قادیانی پیش کرتا ہے معیار قرار دی جائیں تو قرآن میں ہر ملحد وزندیق کی تحریفات کی کھپت ہو جائے گی، بلکہ اس صورت میں قرآن مجید ہر ہوسناک ملحد وزندیق کا کھلونہ بن جائے گا جس

طرح چاہا الٹ دیا کیونکہ ان تینوں معیاروں کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر محض ایک شخص کی فہم اور اس کے مکاشفہ پر موقوف ہوسکتی ہے۔ پس ہر شخص اپنے اوہام کو قرآن کی تفسیر بنائے گا اسی طرح ولایت اور مکاشفات کا دعوی بھی کسی کے لئے مشکل نہیں، ہر شخص جو چاہے گا کہے گا اور اس وقت العیاذ باللہ قرآن کی تفسیر بے اصل بکواس کا پشتارہ بن جائے گی۔ اسی لئے علماء امت نے اس مرحلہ کو پہلے ہی طے کرنے کے لئے اس مسئلہ کو مسائل عقائد میں درج کیا ہے۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ اپنے رسالہ عقائد میں اور علامہ تفتازانی رحمہ اللہ اس کی شرح میں اور سیوطی رحمہ اللہ اتقان میں اس کو جمہور اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ قرار دیتے ہیں۔

النصوص على ظواهرها والعدول عنها إلى معان يدعيها أهل الباطن إلحاد،

(عقائد نسفی) ترجمہ: آیات کے معنی وہی حق ہیں جو ان کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں اور ان کو چھوڑ کر ایسے معنی لینا جن کا فرقہ باطنیہ دعوی کرتا ہے: الحاد اور بددینی ہے۔ مرزا قادیانی تو آج موجود نہیں اس کے متبعین ذرا خدا سے شرمائیں اور اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے قرآن مجید کو بازیچۂ اطفال نہ بنائیں۔

غرض منصف حضرات نے خود فیصلہ کر لیا ہوگا کہ قرآن مجید کی مراد متعین کرنے کے لئے صحیح طریقہ وہی ہے جو بحوالہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ جمہور علماء امت کا طریق اور اسلوب ہے جس کے دل میں خدا کا خوف اور اس کے کلام کی کچھ عظمت ہے وہ غور کرے اور قبول کرے ورنہ اللہ تعالیٰ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔

یہ بحث اگرچہ اس وقت ہمارے مقصد میں داخل نہ تھی جس میں بلا اختیار کچھ طول ہو گیا لیکن اس غرض سے یہاں درج کی گئی ہے کہ راستہ صاف ہو جائے اور آئندہ جو کچھ ہم عرض کریں یا جماعت مرزائیہ پیش کرے ناظرین اس کو خود جانچ لیں کہ کون قابل قبول ہے اور کون قابل رد (ماخوذ از ختم نبوت حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

اس کے بعد ناظرین کو اصل مقصد کی طرف متوجہ کرتا

ختم نبوت اور قرآن کریم: ہوں تمام مفسرین واکابر سلف صالحین کے نزدیک سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ میں آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا صریح اعلان ہے، یہ آیت واضح حجت اور برہان قاطع ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ ترجمہ: نہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

تفسیر: آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن تباہ کن اور مضحکہ خیز رسومات قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ مُتَبَنّٰی یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے۔ اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے اور مرنے کے بعد شریک وراثت کرتے تھے۔ اور رشتے ناتے اور حلت وحرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ نسبی بیٹے کی بیوی کی طرح لے پالک بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی مثلاً: غیر وارث کو اپنی طرف سے وارث بنانا ایک شرعی حلال چیز کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا اور نسب میں اختلاط ہونا، وغیرہ۔

اسلام جو دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر وضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کرے اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جڑ سے اکھاڑنے) کی فکر کرتا، چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے، ایک قولی دوسرا عملی۔ ایک طرف یہ اعلان فرمایا:

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ.

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا تمہارے بے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ بات

تمہارے منہ کی ہے اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سیدھا راستہ سمجھاتا ہے، پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔

اصل مدعا یہ تھا کہ نسب اور وراثت اور احکام حلت وحرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے لیکن اس خیال کو ختم کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ لے پالک کی رسم ہی ختم کر دی جائے، چنانچہ آیت میں ارشاد فرمایا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزول وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جو کہ آپؐ کے غلام تھے، آزاد فرما کر متبنّٰی (لے پالک بیٹا) بنالیا تھا اور تمام لوگ عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو زید بن حارثہ کہنا شروع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس آیت کے نازل ہونے پر اس رسم قدیم کو خیرباد کہہ دیا۔ لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف کرنے میں اعزاء واقارب اور قوم وقبیلہ کے ہزاروں طعن وتشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ذریعہ عملاً توڑ دیا جائے۔ چنانچہ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ ان سے نکاح کرلیں تاکہ اس رسم وعقیدہ کا کلیۃً استیصال ہوجائے۔

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ	پس جب زیدؓ زینب سے حاجت پوری کر چکے تو ہم نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا تاکہ مسلمانوں پر لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں تنگی واقع نہ ہو۔

آپ نے بامر خداوندی نکاح کرلیا ادھر جیسا کہ پہلے ہی سے خیال تھا تمام کفار میں شور مچ گیا کہ لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آیت نازل ہوئی ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ اس آیت میں یہ بتلادیا کہ آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں بلکہ آپ ﷺ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ کے چار بیٹے تھے: قاسم، طیب، طاہر اور ابراہیم۔ پھر یہ کیسے صحیح ہوگا کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں تو اس کا جواب خود قرآن کے الفاظ میں ہے اس لئے کہ آپ کے فرزند بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے ان کو مرد کہے جانے کی نوبت نہیں آئی اور قرآن میں رجال کہا گیا ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے ﴿وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ مگر آپ اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں آیت مذکورہ میں ہمارے مقصد کا زیادہ تعلق اسی جملہ سے ہے لہٰذا آگے اس کی مفصل بحث کی جائے گی اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جملہ کے ساتھ اس جملے کے ربط کو بیان کیا جائے تا کہ آیت کی مراد متعین کرنے میں سہولت ہو۔

جملوں میں ربط پہلے جملے میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں اس پر سرسری نظر میں چند شبہات ہو سکتے ہیں ان کے ازالہ کے لئے یہ دوسرا جملہ وَلَٰكِن کے ساتھ فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ لغت عرب میں اس لئے وضع کیا گیا ہے کہ پہلے کلام میں جو شبہ پیدا ہوا اس کو دفع کرے: وہ شبہات یہ ہو سکتے ہیں:

اول: یہ کہ جب آپ کے لئے ابوت ثابت نہیں تو شفقت پدری جو کہ لازمۂ ابوت ہے وہ بھی آپ میں موجود نہیں ہوگی حالانکہ ایک نبی اور رسول کے لئے امت پر غایت درجہ شفیق ہونا ضروری ہے۔

دوسرا: یہ بات مشہور ہے کہ ہر نبی اپنی قوم اور امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ نبی ہونے کے لئے باپ ہونا لازم ہے پس جبکہ آیت مذکورہ میں آپ سے ابوت کی نفی کی گئی تو کسی سطحی نظر والے کو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ جب ابوت نہیں تو نبوت کیسے؟

تیسرے: جب آپ سے ابوت کی نفی کی گئی تو اس سے بظاہر آپ کی ایک قسم کی تنقیص لازم آتی ہے کہ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ نیز ان کفار کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے جو آپ ﷺ پر ابتر (لاولد) ہونے کا عیب لگاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ کے پہلے جملے سے اس قسم کے چند شبہات واوہام سرسری نظر میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے ازالہ کے لئے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ﴾ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

لفظ لٰکِنْ سے اوہام مذکورہ کا دفعیہ اس طرح کیا گیا ہے کہ اگرچہ آپ کے کوئی صلبی فرزند نہیں اور آپ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں اور رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے جیسا کہ امام راغب اصفہانی نے کہا ہے:

ويسمّى كل من كان سببا في إيجاد شيءٍ أو إصلاحه أو ظهوره: أبًا ولذلك سمّي النبي صلى الله عليه وسلم أبا المؤمنين قال الله: ﴿أَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ وفي بعض القراءات وهو أب لهم (مفردات القرآن للراغب)

ترجمہ: اور ہر وہ شخص باپ کہا جاتا ہے جس کو آدمی کی ایجاد یا اصلاح یا ظہور میں دخل ہو اور اسی لئے نبی کریم ﷺ کو ابوالمؤمنین کہا جاتا ہے۔ دیکھو خداوند عالم فرماتا ہے: ''نبیؐ مؤمنین کے ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں اور ان کی ازواجؓ مؤمنین کی مائیں ہیں'' اور ایک قرأت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ مؤمنین کے باپ ہیں۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ ابوت دو قسم پر ہے: ایک ابوت جسمانی (نسبی وصلبی) جس

پر احکام حرمت وحلت دائرے ہوتے ہیں اور جس کی وجہ سے بیٹے کی بیوی حرام ہوتی ہے وغیرہ ذلک۔

دوسری: ابوت روحانی جس پر احکام حرمت وحلت دائر نہیں ہوتے البتہ اولاد کی جانب سے تعظیم اور باپ کی جانب سے شفقت مثل صلبی اور نسبی باپ کے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہونا ضروری ہے پس آیت کریمہ میں پہلے معنوں سے ابوت کی نفی کی گئی ہے اور دوسرے معنی سے ابوت کا اثبات کیا گیا ہے۔

پس یہ تینوں شبہات جملہ مذکورہ سے اٹھ چکے۔ لیکن خدائے عزوجل چاہتا ہے کہ آپ کی قوم کو مطلع فرمادے تاکہ غافل ہوش میں آجائیں اور اس آخری رسول کے قدم لیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ — اور آپ ﷺ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ ہر نبی امت کے باپ ہونے کی وجہ سے اتنی کثیر التعداد نسل اور اولاد رکھتے ہیں کہ کوئی انسان تصور بھی نہیں کرسکتا اور ان کی وفات کے بعد بھی جب تک دوسرا رسول نہ بھیجا جائے اس وقت تک تمام پیدا ہونے والی امت اسی کی اولاد ہے سلسلۂ ابوت جاری رہتا ہے۔ پھر بالخصوص سید الانبیاء والرسل خاتم النّبیین ﷺ کہ آپؐ کے بعد کوئی نیا رسول آنے والا نہیں۔ آپ کی نبوت قیامت تک جاری ہے لہٰذا ابوت بھی قیامت تک جاری ہے یعنی صبح قیامت تک جتنے غیر محصور وغیر محدود لوگ پیدا ہونے والے ہیں وہ سب آپ کی اولاد ہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر قرآن مجید سے

خاتم النّبیین کی تفسیر اسی آیت کی ایک دوسری قرأت کے ذریعہ کرنے سے آیت کے معنی بالکل صاف ہوجاتے ہیں۔

ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور ابن کثیر وسیوطی رحمہما اللہ وغیرہم نے اپنی تفسیروں میں اس آیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ قرأت نقل کی ہے: وَلٰكِن

نبیاً خاتم النبیین لیکن آپ ایک ایسے نبی ہیں جس نے تمام نبیوں کو ختم کردیا ہے اس قرأت نے ان تمام تحریفات کی جڑ کاٹ دی جو لفظ خاتم کے متعلق مرزائیوں کی جانب سے کی جاتی ہے کیونکہ اس آیت کے معنی صاف یہ ہوئے کہ آپؐ ایسے نبی ہیں جس نے تمام انبیاء کو ختم کیا۔

اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کا اعلان کرتی ہے۔

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (مائدہ پ۶)	آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی

اس آیت نے صاف بتلادیا کہ دین اسلام اور نعمت نبوت ووحی وغیرہ نبی کریم ﷺ پر تمام ہوچکی ہے آپؐ کے بعد کسی نبی کی ضرورت اور گنجائش نہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (اعراف ۹)	آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا ۲۲)	ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر۔

ان دونوں آیتوں میں اور اس جیسی دیگر چند آیتوں میں صاف اعلان فرمادیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ دنیا کے تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں اور دوسری آیات واحادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ تمام جنات کے لئے بھی رسول ہیں۔ چونکہ اس وقت گفتگو انسانوں کے معاملہ میں ہے اس لئے صرف انہی کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔

آیت کی تفسیر احادیث سے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاتقوم الساعة حتی یبعث — قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہوسکتی جب

دجالون کذابون کلهم یزعم أنه نبی و أنا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد، ترمذی)

تک کہ بہت سے دجال اور جھوٹے نہ اٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ بکے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔

اس حدیث میں خود اس مقدس ذات نے جس پر یہ قرآن نازل ہوا ہے، جھگڑے کا قطعی فیصلہ کر دیا اور بتلا دیا کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں: آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، خاتم کے معنی اس جگہ مہر کے نہیں ہیں۔ اور نہ النبیین میں کوئی تخصیص ہے۔ لانبی بعدی میں لائے نفی جنس کے ذریعہ اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل اپنی جگہ میں آئے گی، ان شاء اللہ۔

آیت کی تفسیر صحابہ وتابعین کے اقوال

امام ابوجعفر بن جریر طبری رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

عن قتادة رحمه الله تعالى: ولكن رسول الله وخاتم النبيين أى آخرهم (۲۲:۱۱)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔

حضرت قتادہ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تفسیر درمنثور میں، اور عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بھی نقل کیا ہے (درمنثور ۵:۲۰۴)

اس قول نے صاف بتلا دیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں اس میں تشریعی غیر تشریعی ظلی اور بروزی وغیرہ کی کوئی تفصیل نہیں۔

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت آیت مذکورہ میں ولكن نبيا ختم النبيين گذر چکی ہے جو خود اس معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے ہیں۔

اور سیوطی رحمہ اللہ نے درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسن رحمہ اللہ سے نقل

کیا ہے:

عن الحسن فی قوله وخاتم النبیین قال ختم الله النبیین بمحمدٍ صلی الله علیه وسلم وكان آخر من بعث (درمنثور ۵:۲۰۴)

حضرت حسن سے آیت خاتم النبیین کے بارے میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمد ﷺ پر ختم کر دیا اور آپؐ ان رسولوں میں جو اللہ کی طرف سے مبعوث فرمائے گئے ہیں، آخری رسول ہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر ائمہ تفسیر کے اقوال سے

خداوند علیم وخبیر ہی جانتا ہے کہ کتنے متقدمین ومتاخرین بڑے اور چھوٹے علماء وصلحاء نے اس وقت تک تفسیر میں کتابیں لکھی ہیں اور کتنی موجود ہیں۔

لیکن اجمالاً یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اتنی کثیر تعداد ہے کہ سب کا احاطہ کسی بشر سے نہیں ہوسکتا، یہاں بطور مثال چند مشہور تفاسیر سے دو ایک نمونے ہدیہ ناظرین کئے جارہے ہیں۔

علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے شرح مواہب میں آیت مذکورہ کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ومنها (يعنى من خصائص النبى عليه السلام) أنه خاتم الأنبياء والمرسلين كما قال تعالىٰ ولكن رسول الله وخاتم النّبيين أى آخرهم الذى ختمهم أوختموا به على قراءة عاصم بالفتح وروى أحمد والترمذى والحاكم بإسناد صحيح عن أنس مرفوعًا أن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلارسول بعدى ولانبى، قيل لانبى بعدهٗ يكون أشفق على أمته وهو كوالد ليس له غيرهٗ ولايقدح نزول عيسىٰ عليه السلام بعدهٗ لأنه يكون على دينه مع أنّه المراد آخر من نبى (زرقانی شرح مواہب ۵:۲۶۷)

اور آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپؐ سب انبیاء اور رسل

کے ختم کرنے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین یعنی آخر النّبیین جس نے انبیاء کو ختم کیا یا وہ جس پر انبیاء ختم کئے گئے۔ اور یہ معنی عاصم کی قرأت یعنی با لفتح پڑھنے کے وقت ہیں اور امام احمد اور ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ نے باسناد صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رسالت ونبوت منقطع ہو چکی نہ میرے بعد کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ کہا جاتا ہے کہ جس نبی کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو وہ اپنی امت کے لئے زیادہ شفیق ہوگا اور مثل اس باپ کے ہے جس کی اولاد کے لئے اس کے بعد تربیت اور نگرانی کرنے والا نہ ہو، اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے ختم نبوت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت ﷺ کے دین پر ہونگے۔ علاوہ بریں ختم النبوۃ سے مراد یہ ہے کہ آپ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے ہیں اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی بن چکے ہیں۔

اور تفسیر مراح لبید لکشف معنی القرآن المجید میں بھی آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: وتسمیة نبینا خاتم الأنبیاء لأن الخاتم آخر القوم قال اللہ تعالی ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ثم قال: ونفی الأعم یستلزم الأخص۔

ہمارے نبی ﷺ کو خاتم النّبیین کہنا اس لئے ہے کہ خاتم کے معنی آخر القوم کے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ اور نفی عام کی مستلزم ہے نفی خاص کے لئے، یعنی آپ کے بعد نبوت کی نفی رسالت کی نفی کو مستلزم ہے۔

اور شرح تعرف میں ابو ابراہیم بخاری رحمہ اللہ نے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر کر کے تصریحاً فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوسکتا (شرح تعرف ۱:۱۴، ۱۵)

اسی طرح حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک ایسا مضمون تحریر فرمایا ہے کہ گویا قادیانی فتنہ ان پر منکشف ہو گیا تھا، فرماتے ہیں: یہ آیت

یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ اور اس پر بھی اجماع واتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص۔ اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بکواس وہذیان ہے اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی (کتاب الاقتصاد امام غزالی رحمہ اللہ)

آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے

آیت مذکورہ میں لفظ خاتم کے بارے میں دو قرأتیں ہیں یعنی جن حضرات نے اس لفظ کو نبی کریم ﷺ سے سنا ہے ان میں سے بعض نے خاتم کو زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور بعض نے زیر کے ساتھ۔ پھر امام المفسرین حضرت ابن جریر طبری اور جمہور مفسرین نے اپنی اپنی تفسیروں میں فرمایا ہے کہ ت کے زبر کے ساتھ صرف دو قاریوں حسن وعاصم کی قرأت ہے ان کے علاوہ تمام قاریوں کے نزدیک ت کے کسرہ کے ساتھ مختار ہے (ابن جریر ۲۲)

یہ لفظ سات معانی میں مستعمل ہے لیکن یہاں صرف دو ہی معنی مناسب ہیں: آخر القوم اور ختم کرنے والا۔ اور یہ دونوں معنی بلا تکلف آیت میں درست ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ ان میں سے پہلے معنی دونوں قرأتوں یعنی خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح کو عام ہیں۔ اور دوسرے معنی صرف خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں۔ لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ ایک ہی نکلتا ہے کہ آپ سب انبیاء کے آخر میں ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں بتصریح موجود ہے: الخاتم اسم آلةٍ لما یختم به کالطابع لما یطبع به فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیون ومالہ آخر النبیین (روح المعانی ۷:۵۹) خاتم بالفتح إسم آلہ ہے وہ جس سے مہر لگائی جائے پس خاتم النّبیین کے معنی ہیں وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے اور اس معنی کا نتیجہ بھی آخر النّبیین ہے۔

ابن منظور افریقی فرماتے ہیں:

خاتِمهم و خاتَمهم: آخرهم عن الحیانی و محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الأنبیاء علیہ و علیهم الصلوٰۃ و السلام (لسان العرب)

ترجمہ: خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں۔ اور انہی معنی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے کہ محمد ﷺ خاتم الأنبیاء یعنی آخر الانبیا ہیں۔

اور امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خاتم النبیین: لأنه ختم النبوة أی تمها بمجیئه (مفردات راغب ص ۱۴۲) آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرمایا۔

اور ابو البقاء کفوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: و تسمیة نبینا خاتم الأنبیاء: لأن الخاتم آخر القوم قال اللہ تعالی ما کان محمد أبا أحد من رِّجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین! (کلیات أبی البقاء)

اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں اور اسی معنی میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ نہیں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور آخر سب نبیوں کے۔

اسی طرح اور تقریباً سو آیتیں ہیں جو ختم نبوت کو ثابت کرتی ہیں ان میں سے بعض بالکل صریح اور عبارت النص ہیں اور بعض اشارۃ النص یا دلالۃ النص یا اقتضاء النص کے طور پر ہیں اور یہ چاروں طریق باتفاق علماء استدلال کے قطعی اور یقینی طریق ہیں۔ جیسا کہ حسامی اور نور الانوار میں ہے۔

ختم نبوت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

احادیث نبویہ کا ذخیرہ جو مسئلہ ختم نبوت میں منقول ہے اس کا استیعاب تو نہایت دشوار ہے اس لئے بطور مثال دو ایک حدیث ذکر کرتا ہوں۔

حدیث (۱): عن أبی هریرة رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال إن مثلی و مثل الأنبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتًا فأحسنه

وأجمله إلا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به و یعجبون له و یقولون هلا وضعت هذه اللبنة وأنا خاتم النبیین (رواه البخاری فی کتاب الانبیاء، مسلم ۲: ۲۴۸ فی الفضائل وأحمد فی مسنده ۲: ۳۹۸ والنسائی والترمذی وفی بعض ألفاظه: فکنت أنا سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل هکذا فی الکنز عن ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری اور گذشتہ انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس لوگ اس کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النّبیین ہوں (یا) مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے۔

اس تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالی شان محل کی طرح ہے جس کے ارکان انبیاء علیہم السلام ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا، اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم کی گنجائش باقی نہیں تھی، جس کو آنحضرت ﷺ نے پورا فرما کر قصر نبوت کی تکمیل فرما دی اب اس میں نہ نبوت تشریعیہ کی اینٹ کی گنجائش ہے اور نہ غیر تشریعی کی۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

مرزائی کہتے ہیں کہ جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ہو سکتا ہے؟ نیز ان کا اپنی جگہ سے نکل کر دوسری جگہ میں جانا قصر نبوت کے تزلزل کا باعث ہوگا۔

لیکن جس شخص کو عقل و انصاف کا کوئی حصہ ملا ہے وہ بلا تکلف سمجھ سکتا ہے کہ مکان

کی کسی اینٹ کے تعمیر میں آخری ہونے سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ پہلی تمام اینٹیں فنا ہو چکی ہوں۔

ٹھیک اسی طرح کسی نبی کا آخری ہونا بھی اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے پہلے سارے انبیاء وفات پا چکے ہوں، اس لئے آنحضرت ﷺ کی تمثیل بلغ سے جو آپ کا قصر نبوت کے لئے اخری رکن ہونا سمجھ میں آتا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے منافی نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا بھی انتہائی جہالت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں آنے سے قصر نبوت میں حرکت اور تزلزل لازم آتا ہے کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مشبہ بہ کے تمام احکام مشبہ پر جاری کئے جائیں یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص شیر ہے یا شیر کے مانند ہے تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ وہ درندہ ہے جنگلوں میں رہتا ہے اس کے دُم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا بھی ہے۔ یا اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں آدمی چاند کے مانند ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ ایک گول کرہ ہے نہ اس کے ہاتھ پاؤں ہیں اور نہ آنکھ ناک۔ وہ آسمان میں جڑا ہوا ہے یا جدید تحقیقات کے اصول پر وہ زمین کے گرد چکر کھا رہا ہے۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

حدیث نبوی میں اگر انبیاء علیہم السلام کو ایک مکان کی اینٹوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی تو ان عقلمندوں نے انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک ٹھیک گارے کی اینٹیں سمجھ لیا اور العیاذ باللہ ان کوتہ بہ تہ خیال کر کے ایک خیالی مکان بنالیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں دوبارہ اس عالم میں آنے سے اس مکان میں زلزلہ ڈالنے لگے۔ کیا خوب مبلغ علم وفہم ہے، اور اس پر مجددیت کا ہی نہیں نبوت کا بھی دعوی ہے!

ہم کہتے ہیں اگر اسی طرح مشبہ بہ کے تمام احکام کو مشبہ پر جاری کرنا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک اینٹوں کی طرح سمجھنا ہے تو پھر قصر نبوت کا تزلزل عیسیٰ علیہ السلام کے آخری نزول پر ہی موقوف نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے زمانہ میں بھی جب کوئی حرکت ایک جگہ

سے دوسری جگہ کریں گے تب بھی مرزائی منطق کے مطابق نبوت کے محل میں زلزلہ آئے گا، بلکہ اس صورت میں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص ہے، جب ہر نبی قصر نبوت کے لئے ایک اینٹ کے مرتبہ میں ہے تو ہر نبی کی ہر حرکت سے یہی زلزلہ آتا رہے گا (ماخوذ از ختم نبوت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ اختلافی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک تمام امت کا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے۔ سو سے زیادہ احادیث اس سلسلے میں وارد ہوئیں ہیں اور صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک یہ عقیدہ متواتر چلا آرہا ہے یہاں اختصار کے پیش نظر بطور مثال دو ایک قول پیش کرتا ہوں:

علامہ سفارینی لوامع انوار البہیہ میں اس عقیدہ کو قرآن کریم، حدیث نبوی اور اجماع امت سے ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أما الإجماع فقد اجتمعت الأمة على نزول عيسىٰ بن مريم عليه السلام ولم يخالف فيه أحد من أهل الشريعة، وإنما أنكر ذٰلك الفلاسفة والملاحدة ممن لايعتد بخلافه وانعقد إجماع الامة أنه ينزل ويحكم بهذه الشريعة المحمدية، وليس ينزل بشريعة مستقلة عند نزوله من السماء وإن كانت النبوة قائمة به وهو متصف بها (۹۴:۲)

رہا اجماع: تو امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور جو لوگ شریعت محمدیہ پر ایمان رکھتے ہیں کسی ایک نے بھی اس کے خلاف نہیں کہا اس کا انکار صرف فلاسفہ اور بددینوں نے کیا ہے جن کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں اور امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ وہ نازل ہوکر شریعت کے مطابق عمل کریں گے، اگرچہ نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگی اور وہ نبوت کے ساتھ متصف ہونگے۔

قال قاعدت أباهريرة خمس سنين فسمعتهٗ يحدث عن النبى صلى الله عليه وسلم قال كانت بنو إسرائيل توسوسهم الإنبياء كلما هلك نبى خلفهٗ نبى وأنه لانبى بعدى وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا قال فوا بيعة الأول فالأول أعطوهم حقهم فإن الله سائلهم عمَّا استرعاهم (رواه البخارى فى كتاب أحاديث الأنبياء ومسلم فى كتاب الامارة وأحمد فى مسندهٖ ۲:۲۹۷ وابن ماجه وابن جرير وابن أبى شيبة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنادیتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ان خلفاء کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو۔ اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا (مطلب یہ ہے کہ اگر وہ ظلم کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان کو جزا دے گا تم اپنی اطاعت میں کمی نہ کرو)

یہ حدیث جس طرح نبوت تشریعہ کے انقطاع کے لئے روشن دلیل ہے اسی طرح ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان کر رہی ہے اس سے نہ مرزا قادیانی کی ایجاد کردہ نبوت غیر تشریعہ بچ سکتی ہے اور نہ بروزیہ اور نہ ظلیہ۔

حدیث مذکور سے غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی یا لغوی نبوت کا انقطاع

اول: حدیث مطلق اور عام ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں جس سے مطلقاً ہر

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ جو امام اہل سنت کے لقب سے مشہور ہیں اور جنہیں تیسری صدی کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے کتاب الإبانة (مطبوعہ حیدر آباد دکن) میں لکھتے ہیں: وأجمعت الأمة على أن الله عزوجل رفع عيسىٰ إلى السماء (مطبوعہ ۱۳۶۵ھ) ترجمہ: اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

چونکہ یہ عقیدہ نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کی طرح متواتر اور قطعی ہے اس لئے اس کے منکر کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے، چنانچہ نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنے رسالہ الإعلام بحكم عيسىٰ عليه السلام میں ایک معترض کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

ثم يقال لهذا الزاعم هل أنت آخذ بظاهر الحديث من غير حمل على المعنى المذكور؟ فيلزمك أحد أمرين أما نفى نزول عيسىٰ أو نفى النبوة عنه وكلاهما كفر (الحاوى للفتاوى ۲:۱۶۶)

اس مدعی سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس حدیث کو لیتے ہو اور جو مطلب ہم نے اس کا بیان کیا ہے اس پر محمول کرتے ہو؟ اس صورت میں دو میں سے ایک صورت لازم آئے گی یا یہ کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی نفی کریا بوقت نزول ان سے نبوت کی نفی کر اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ پوری امت کا متفق علیہ عقیدہ ہے متواتر احادیث اور قرآن کریم کی آیات بینات اس پر موجود ہیں اور آنحضرت ﷺ سے لیکر آج تک ایک بھی عالم دین اور لائق اقتداء امام اس کا منکر نہیں۔

اب ناظرین کو اصل مقصد کی طرف متوجہ کرتا ہوں یعنی ایک دوسری حدیث ختم نبوت کے بارے میں پیش کرتا ہوں:

حدیث (۲): عن أبى [illegible]

نبوت کی نفی ہوتی ہے، مرزا قادیانی کی غیر تشریعی اور ظلی یا بروزی نبوت بھی لانبی کی نفی میں داخل ہے بلکہ لغوی نبی بھی لانبی کی نفی میں شامل ہے، پس لاہوری مرزائیوں کا عقیدہ بھی باطل ہے۔ لانبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے، آپؐ کے بعد پیدا نہیں ہوسکتا۔

دوم: مشہور علمی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت میں آتا ہے تو وہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے اس حدیث میں بھی لفظ نبیٌ نکرہ ہے اور حرف نفی لا کے تحت میں واقع ہے اس لئے حسب قاعدہ نبی سے ہر نبی مراد ہے۔ یعنی خواہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو یا پہلی شریعت کا متبع اور بقول قادیانی ظلی اور بروزی ہو یا بقول لاہوری مرزائیوں کے لغوی نبی ہو سب کی اس سے نفی ہو جاتی ہے۔

الغرض حدیث مذکور میں اس امر کا صاف اعلان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوسکتا جس پر کسی طرح بھی لفظ نبی بولا جائے۔

سوم: حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کے مقابلہ میں فرمایا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا جس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں ایسے انبیاء بھی نہیں ہونگے جیسے بنی اسرائیل کی سیاست کے لئے آتے تھے، اب دیکھ لیا جائے کہ وہ کس قسم کے انبیاء تھے اور سیاست بنی اسرائیل سے کیا مراد ہے۔

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

قوله تسوسهم الأنبياء أى أنهم كانوا إذا ظهر فيهم فساد بعث الله لهم نبياً يقيم لهم أمرهم ويزيل ما غير من أحكام التوراة (فتح الباری ۲:۳۶)

بنی اسرائیل میں جب فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نبی بھیج دیتا جو ان کے امور کو درست کرتا اور ان تحریفات کو دور کرتا جو انھوں نے تورات میں کی تھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء بنی اسرائیل شریعت مستقلہ لے کر نہیں آتے تھے بلکہ

شریعت موسویہ کے مطابق تبلیغ احکام کرتے تھے، اور لوگوں کو صحیح احکام توریت کا پابند بناتے تھے، اسی قسم کے انبیاء کو مرزا قادیانی نے غیر تشریعی نبی کہا ہے، اس لئے حدیث مذکور کا حاصل یہ ہوا کہ اس امت میں غیر تشریعی یعنی شریعت سابقہ کے متبع انبیاء بھی پیدا نہیں ہونگے۔

چہارم: اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے صرف انقطاع نبوت کے بیان پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان فرمادیا ہے جو نبوت کے قائم مقام ہو کر اصلاح عالم کے لئے باقی رہے گی، یعنی خلافت نبوت چنانچہ فرمایا: وسیکون خلفاء یعنی میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا مگر خلفاء بہت ہونگے۔

کیا آنحضرت ﷺ کے بیان میں ہر انسان کے لئے یہ سبق نہیں کہ نبوت کی کوئی قسم آنحضرت ﷺ کے بعد باقی نہیں، ورنہ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ بجائے خلفاء کے اس قسم کے انبیاء کا ذکر فرمایا جاتا جو آپ کے بعد آنے والے تھے۔

اختصار کے پیش نظر صرف دو ہی حدیثوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اگرچہ ختم نبوت کے اثبات میں دوسو دس احادیث موجود ہیں جن میں بخاری و مسلم کی بیس روایتیں ہیں جو صراحۃً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

صحیحین کے علاوہ سولہ وہ احادیث ہیں جو ختم نبوت پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں، جن کو ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے، سنن اربعہ یعنی نسائی، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں انیس احادیث مروی ہیں جو صراحۃً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں، مسند احمد بن حنبل میں گیارہ احادیث روایت کی گئیں جو صراحۃً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں، باقی مستند کتابوں کی احادیث ستاسی ہیں جو صراحۃً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور وہ احادیث جن سے مسئلہ ختم نبوت بطور استنباط نکلتا ہے: ان کی تعداد ۶۷ ہے۔

آنحضرت ﷺ کی انتہائی شفقت اور مربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ کا ہو) اس عالم میں پیدا نہیں ہوسکتا ورنہ لازمی تھا کہ آپ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے کیونکہ اس کا اتباع امت کی نجات کا مدار ہے۔ نبی خواہ کسی قسم کا ہو جب کسی امت میں بھیجا جائے تو اس کی پیروی اس امت کے لئے مدار نجات ہوتی ہے، بغیر اس کی پیروی کے ان کے سارے عمل اکارت سمجھے جاتے ہیں۔ مگر عجیب بات ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کو خلفاء راشدین کی اقتداء کا حکم فرماتے ہیں۔ ائمہ دین وامراء کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں۔ مواقع اشتباہ واختلاف میں اہل علم واجتہاد کی تقلید کی تاکید کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت زبیر، ابوعبیدۃ بن الجراح، معاذ بن جبل، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ صحابہ کرام کے نام لیکر انہیں واجب التکریم اور قابل اقتداء فرماتے ہیں۔ اویس قرنی رحمہ اللہ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجددین امت کا ہر صدی پر آنا ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے ہیں کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا تم اس پر ایمان لانا، اور اس کی اطاعت کرنا حالانکہ ایک رؤف ورحیم نبی کا پہلا فرض تھا کہ وہ آنے والے نبی کے مفصل حالات سے اپنی امت کو خوب واقف کرتا اس کا نام، مقام پیدائش، تاریخ، حلیہ، والدین کا نام وغیرہ بتلاتا تاکہ لوگوں کو آنے والے نبی کی پہچان میں کوئی اشتباہ نہ ہو۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہو تو تمام احادیث کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد تاقیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ یہ دوسو دس احادیث نبویہ ہیں جن میں

آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کردیا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔

دعوے سے نہیں ہوتی تصدیق نبوت　　پہلے بھی بہت گذرے ہیں نقال محمد

سب سے پہلا مدعی نبوت اور اس کا قتل

عنسی ہے جو بڑا شعبدہ باز تھا اور سب سے پہلا مدعی نبوت اسود کہانت میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا۔ لوگ اس کے شعبدوں کو دیکھ کر مانوس ہوگئے اور اس کے پیچھے ہولئے اور قبیلۂ نجران اور قبیلۂ مذحج نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور ان کے علاوہ یمن کے سبھی قبائل اس کے ساتھ ہوگئے۔

آنحضرت ﷺ نے مسلمانان یمن کے پاس حکم بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو اسود کا فتنہ ختم کیا جائے، امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اھ کے واقعات میں لکھتے ہیں:

"جشیش راوی ہیں کہ دبر بن یخس نبی کریم ﷺ کا والا نامہ ہمارے نام لے کر آئے جس میں ہم کو یہ حکم دیا تھا کہ دین اسلام پر قائم رہیں اور اسود کے مقابلہ کے لئے تیار ہوجائیں اور جس طرح ممکن ہو اسود کا کام تمام کردیں خواہ کھلم کھلا قتل کریں یا خفیہ طور پر یا کسی اور تدبیر سے"۔

اور تاریخ ابن الاثیر (۲:۱۲۸) میں ہے:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور تمام مسلمان ان کے گرد جمع ہوگئے اور ان کے پاس اور مسلمانان یمن کے پاس آنحضرت ﷺ کا خط موصول ہوا جس میں اسود کے قتل کا حکم تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس بارے میں کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کے قلوب کو تقویت حاصل ہوئی جو شخص حضرت ﷺ کا خط لے کر آیا تھا اس کا نام دبر بن یخس ازدی تھا۔ جشیش دیلمی فرماتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کا خط موصول ہوا جس میں اسود کے قتال کا حکم تھا، علانیہ یا تدبیر سے۔

چنانچہ صحابہ نے حسن تدبیر سے اس کذاب کا کام تمام کیا اور اس واقعہ کی خبر دینے

کے لئے ایک قاصد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ لیکن قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی حضور ﷺ کو بذریعہ وحی اس کی خبر ہوگئی آپ نے اسی وقت صحابہ کو بشارت دی اور فرمایا:

قتل العنسی البارحة قتلهٗ رجل مبارك من أهل بيت مبارکین قيل ومن هو؟قال فيروز فاز فيروز. (تاریخ طبری ۲:۲۲۸ وتاریخ ابن الأثیر ۲:۳۳ تاریخ ابن خلدون ۳:۲۴۸)

ترجمہ: شب گذشتہ اسود عنسی مارا گیا اس کو ایک مبارک گھرانے کے مبارک مرد فیروز نے مارا ہے، فیروز کامیاب اور فائز المرام ہوا، قاصد یہ خبر لیکر مدینہ اس وقت پہونچا جب آنحضرت ﷺ وصال فرما چکے تھے۔

طلیحہ اسدی کا دعوئے نبوت

اسود عنسی کی طرح طلیحہ اسدی نے بھی حضور کی زندگی میں نبوت کا دعوی کیا۔ اسود کی طرح یہ بھی کاہن تھا کچھ قبیلے اس کے بھی تابع ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی سرکوبی کے لئے ضرار بن الاسود رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا، حضرت ضرارؓ نے مرتدین کو اتنا مارا کہ طلیحہ کی جماعت کمزور پڑ گئی۔ لیکن اتنے میں آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر آ گئی۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ آ گئے ان کے واپس لوٹ جانے کی وجہ سے پھر طلیحہ کا فتنہ زور پکڑ گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک جماعت اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی، خالد بن ولید نے جاتے ہی میدان کارزار گرم کیا، عیینہ بن حصن طلیحہ کی طرف سے لڑ رہا تھا اور طلیحہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک چادر اوڑھے وحی کے انتظار میں ایک طرف بیٹھا تھا، جب مرتدین کے پیر میدان جنگ سے اکھڑنے لگے تو عیینہ بن حصن لڑنا چھوڑ کر طلیحہ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ کیا میرے بعد تیرے پاس جبرئیل امین کوئی وحی لیکر آئے ہیں؟ طلیحہ نے کہا نہیں کوئی وحی نہیں آئی، عیینہ لوٹ گیا اور

تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آیا اور سوال کیا: اس اثناء میں جبرئیل امین کوئی وحی لیکر آئے ہیں؟ طلیحہ نے کہا نہیں، عیینہ نے کہا کہ آخر جبرئیل کب آئیں گے ہم تو تباہ ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد عیینہ پھر آیا اور طلیحہ سے پھر یہی سوال کیا۔ طلیحہ نے کہا ہاں ابھی جبرئیل آئے تھے اور وحی لیکر آئے تھے، إن لك رحاء كرحاه وحديثا لاتنساه تیرے لئے خالد کی طرح ایک چکی ہوگی اور ایک بات پیش آئے گی جس کو تو کبھی نہ بھولے گا۔

عیینہ نے یہ بات سن کر کہا بیشک اللہ کو معلوم ہے کہ کوئی بات ضرور ایسی پیش آئے گی جس کو تو نہ بھولے گا، اور اس کے بعد قوم سے مخاطب ہو کر کہا: اے بنی فزارہ تم واپس لوٹ جاؤ یہ شخص بالکل کذاب ہے، عیینہ کا یہ اعلان سنتے ہی تمام لوگ بھاگ گئے اور میدان خالی ہوگیا، اور کچھ لوگ ایمان لے آئے۔ طلیحہ نے اپنے لئے اور اپنی بیوی کے لئے ایک گھوڑا تیار کر رکھا تھا۔ جب اس پر سوار ہو کر بھاگنے لگا تو لوگوں نے اس کو گھیر لیا۔ طلیحہ نے کہا: جو شخص ایسا کر سکتا ہو اور اپنی بیوی کو بچا سکتا ہو وہ ضرور ایسا کرے۔

اس طرح بھاگ کر ملک شام چلا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تائب ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور حضرت عمر کے دست مبارک پر بیعت کی اور جنگ قادسیہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے (تاریخ طبری ۳:۲۲۹، تاریخ ابن الاثیر ۲:۱۳۳، تاریخ ابن خلدون ۳:۲۹۲)

مسیلمہ کذاب کا دعوی نبوت

مسیلمہ کذاب نے بھی آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں دعوی نبوت کیا تھا اور بڑی جماعت اس کی پیرو ہوگئی تھی۔ اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلا جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا ہے وہ اسی جماعت کے ساتھ تھا، انصار ومہاجرین نے اس کو محض دعوی نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بناء پر کافر سمجھا۔ اور باجماع صحابہ وتابعین ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا۔

حالانکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ آپ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا یہاں تک کہ اس کی اذان میں أشهد أن محمدًا رسول الله بھی پکارا جاتا تھا، اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا (تاریخ طبری ۳:۲۴۴)

الغرض ایمان اور نماز و روزہ سب ہی کچھ تھا مگر ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار اور دعوی نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام مہاجرین وانصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت میں مسیلمہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور کسی نے بھی نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں۔ کلمہ گو ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ ادا کرتے ہیں ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مانعین زکات کے معاملہ میں ابتداءً اختلاف کرنا اور بعد تحقیق حق کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موافقت کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا۔

الحاصل بلا خوف وخطر یہ آسمان نبوت کے ستارے یمامہ کی طرف بڑھے۔ مرتدین سے اب تک جس قدر معرکے پیش آئے تھے اس میں مسیلمہ کذاب کا معرکہ سب میں زیادہ سخت تھا اور قوت وشوکت میں سب سے بڑھ کر تھا، مسیلمہ کی فوج چالیس ہزار تھی اور مسلمانوں کی فوج دس ہزار سے کچھ زیادہ تھی۔

مسیلمہ کذاب کو جب خالد بن ولید کی آمد کی خبر ملی تو اس نے آگے بڑھ کر مقام عقرباء میں پڑاؤ ڈالا اس میدان میں حق اور باطل اور نبوت صادقہ اور کاذبہ کا خوب مقابلہ ہوا۔ معرکہ بہت سخت تھا کبھی مسلمانوں کا پلہ بھاری نظر آتا اور کبھی مسیلمہ کا۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کے کئی سپہ سالار مارے گئے سب سے اول مسیلمہ کی طرف سے نہار میدان میں آیا جو حضرت زید بن الخطاب کے ہاتھ سے مارا گیا۔

مسیلمہ کا دوسرا مشہور سردار محکم بن طفیل حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کے تیر سے ختم ہوا۔ مرتدین کے قدم اکھڑ گئے مسلمانوں نے انہیں مارتے مارتے مقام حدیقہ تک پہنچا دیا یہ مقام چار دیواری سے محصور تھا، یہ ایک باغ تھا، جس کو حدیقہ الرحمن کہتے تھے۔ مسیلمہ نے اپنا خیمہ اسی باغ میں نصب کیا تھا، اسی باغ میں مسیلمہ قدم جمائے کھڑا تھا۔

دشمنوں کا لشکر بھاگ کر حدیقہ میں داخل ہوگیا اور اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس وقت صحابہ سے کہا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں مجھ کو اندر پھینک دو۔ لوگوں نے مجبوراً اٹھا کر دیوار تک پہنچا دیا۔ براء بن مالک رضی اللہ عنہ دیوار سے اندر کودے اور دروازہ پر کچھ دیر مقابلہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں کے لئے دروازہ کھول دیا۔ مسلمان اندر گھس آئے اور خوب مقابلہ ہوا۔ فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب بھی مارا گیا۔ وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کو ایک نیزہ پھینک مارا جس کی وجہ سے وہ حرکت نہ کرسکا اور ایک انصاری نے تلوار سے اس کا سر قلم کیا (تاریخ ابن الاثیر ۲:۱۳۹)

یہ وحشی رضی اللہ عنہ وہی ہیں جنھوں نے جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسی نیزہ سے شہید کیا تھا، اب اسلام لانے کے بعد اسی نیزہ سے مسیلمہ کذاب کو مارا اور بطور فخر بلکہ بطور شکر کہا کرتے تھے: میں نے زمانہ جاہلیت میں اس نیزہ سے ایک بہترین انسان کو مارا ہے (یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو) اور اب زمانہ اسلام میں اسی نیزہ سے ایک بدترین انسان کو مارا ہے اور وہ انصاری جنھوں نے مسیلمہ کا سر اپنی تلوار سے قلم کیا تھا ان کا نام عبداللہ بن زید ہے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کے چھ سو ساٹھ آدمی شہید ہوئے۔ اور مسیلمہ کذاب کے (بقول ابن خلدون) تیرہ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور یہ باغ حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مظفر ومنصور مدینہ منورہ واپس آئے اس طرح اس مدعی نبوت کے مرکز اور دارالخلافہ اور اس میں بسنے والے باغیوں کے ناپاک وجود سے اس سرزمین کو پاک کیا۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کی کتنی بڑی جماعت اس میدان میں آگئی تھی جنھوں نے مسئلہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے نہ وقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا اور نہ اس جماعت کے اذان ونماز اور تلاوت اور اقرار نبوت اور تمام اسلامی احکام کے ادا کرنے کا بلکہ ان کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے باجماع امت اٹھ کھڑے ہوئے۔

نتائج

(۱) اس واقعہ میں بغیر اس کے کہ مسیلمہ سے اس کے دعوی پر دلائل اور معجزات طلب کئے جائیں اور اس کے حالات کا جائزہ لیا جائے، تمام صحابہ کے اس کو کذاب سمجھنے اور جہاد کے لئے آمادہ ہوجانے سے صاف معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعوی نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو باجماع صحابہ موجب کفر وارتداد ہے۔

(۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے جو اپنے دعوی نبوت میں نبوت غیر تشریعی یا غیر مستقل یا ظلی یا بروزی یا لغوی یا جزوی وغیرہ بے معنی الفاظ کی آڑ لی ہے اور ختم نبوت کی تحریف کرکے ایک لفظ بے معنی بنادیا ہے اور چاہا ہے کہ مسلمانوں کی آنکھوں اور عقلوں پر پردہ ڈال دیں ان کی یہ تحریف انہیں کفر سے نہیں بچاسکتی جیسا کہ باجماع صحابہ مسیلمہ اور اس کی جماعت کی تاویلات اس معاملہ میں نہیں سنی گئیں بلکہ مطلق دعوی نبوت کو کفر سمجھا گیا۔

(۳) یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص تمام اسلامی فرائض واحکام کو بصدق دل تسلیم کرے اور سب پر بطیب خاطر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے لیکن احکام شرعیہ میں سے صرف ایک حکم کا (بشرطیکہ اس کا شرعی حکم ہونا قطعی اور یقینی ہو) انکار کردے تو یہ ایسا ہی کفر وارتداد ہے جیسا تمام شریعت کا انکار کرنا۔ چنانچہ مسیلمہ اور اسکی جماعت کو باوجود رسول اللہ

ﷺ پر ایمان رکھنے اور نماز روزہ وغیرہ ادا کرنے کے کافر ہی سمجھا گیا۔

آج مرزائیوں کو اپنی کوشش پر ناز ہے جس کا نام انھوں نے تبلیغ اسلام رکھا ہے، لیکن مسیلمہ کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر یہ تبلیغ واقعی اور صحیح اسلام کی تبلیغ ہوتی تب بھی ان کے عقائد کفریہ کے ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ میں سوائے خسران کے کچھ نہ تھا۔

(۴) یہ بھی واضح ہوگیا کہ کسی شخص کے اتباع اور پیروؤں کی کثرت اس کی حقانیت کی دلیل نہیں ورنہ مسیلمہ کذاب کے متبعین کی کثرت اور شوکت وقوت بدرجۂ اولی اس کی حقانیت کی دلیل ہوتی۔ کیونکہ چالیس ہزار جوانوں کا لشکر جرار اس کا پتہ دیتا ہے کہ ان کے پیچھے اور کتنے مرد وعورت اور بوڑھے بچے اس کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہونگے۔

الغرض اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر اسلام کے مفہوم کو اتنا عام کردینا کہ اس میں بہت سے کافر بھی داخل ہوجائیں اور اس طرح مسلمانوں کی کثرت اور اتفاق دکھلانا: سنت سلف اور سیاست شرعیہ کے خلاف ہے اور بے فائدہ بھی ہے۔

مسیلمہ کذاب کے متبعین کا حشر

زہری رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ کوفہ میں کچھ آدمی گرفتار کئے گئے جو مسیلمہ کذاب پر ایمان لائے تھے ان کے بارہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا گیا کہ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کرنا چاہئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ان پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پیش کیا جائے جو شخص اس کلمہ کو پڑھے اور دین مسیلمہ سے برأت کا اظہار کرے اس کو قتل نہ کرو اور جو شخص دین مسیلمہ پر جما رہے اسے قتل کردو۔ (پس بہت سے آدمیوں نے کلمہ اسلامی پڑھ لیا اور بہت سے دین مسیلمہ پر قائم رہے انہیں قتل کیا گیا) (احکام القرآن جصاص ۲:۲۸۸، سنن کبری بیہقی)

سجاح بنت حارث

سجاح بنت حارث قبیلۂ بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ نہایت ہوشیار اور حسن خطابت وتقریر میں مشہور تھی۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اس نے نبوت کا دعوی کیا ایک گروہ اس کے ساتھ ہوگیا۔

مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا مگر کسی وجہ سے یہ ارادہ ملتوی ہوگیا، بعد ازاں سجاح نے مسیلمہ کا رخ کیا۔مسیلمہ نے اس خیال سے کہ سجاح سے جنگ چھیڑی تو کہیں قوت کمزور نہ ہوجائے اس لئے مسیلمہ نے بہت سے ہدایا اور تحائف سجاح کے پاس بھیجے اور اپنے لئے امن طلب کیا اور ملاقات کی درخواست کی۔مسیلمہ بنی حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ سجاح سے جا کر ملا اور یہ کہا کہ عرب کے کل بلا نصف ہمارے تھے اور نصف قریش کے۔لیکن قریش نے بدعہدی کی اس لئے وہ نصف میں نے تم کو دیئے۔

بعد ازاں مسیلمہ نے سجاح کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔سجاح نے اس دعوت کو قبول کرلیا۔مسیلمہ نے ملاقات کے لئے ایک نہایت عمدہ خیمہ نصب کرایا اور قسم قسم کی خوشبوؤں سے اس کو معطر کیا اور تنہائی میں ملاقات کی۔کچھ دیر تک سجاح اور مسیلمہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ہر ایک نے اپنی اپنی وحی سنائی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی خیمہ میں نبی اور نبیہ کا بلا گواہوں اور بلا مہر کے نکاح ہوا۔تین روز کے بعد سجاح اس خیمہ سے برآمد ہوئی۔قوم کے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا: کہا میں نے مسیلمہ سے صلح کرلی اور نکاح بھی کرلیا۔لوگوں کو بہت ناگوار ہوا اور سجاح کو لعنت ملامت کی۔قوم نے پوچھا آخر مہر کیا مقرر ہوا، سجاح نے کہا اچھا میں پوچھ کر آتی ہوں کہ میرا مہر کیا ہے۔سجاح مسیلمہ کے پاس آئی اور مہر کا مطالبہ کیا۔مسیلمہ نے کہا کہ جا اپنے ہمراہیوں سے کہہ دے کہ مسیلمہ رسول اللہ نے سجاح کے مہر میں دو نمازیں فجر اور عشاء کی تم سے معاف کردیں جن کو محمد (ﷺ) نے تم پر فرض کیا تھا۔سجاح نے واپس آکر اپنے رفقاء کو اس مہر کی خبر کی۔اس پر عطارد بن حاجب نے یہ شعر کہا:

أمست نبيتنا أنثىٰ نطوف بها وأصبح أنبياء الناس ذكرانا

(شرم کی بات ہے) ہماری قوم کی نبی عورت ہے جس کے گرد ہم طواف کررہے ہیں اور لوگوں کے نبی مرد ہوتے چلے آئے ہیں۔

سجاح جب مسیلمہ کے پاس سے لوٹی تو اثناء راہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

کا اسلامی لشکر مل گیا۔سجاح کے رفقاء تو منتشر ہوگئے اور سجاح روپوش ہوگئی۔اور اسلام لے آئی۔اور پھر وہاں سے بصرہ چلی گئی اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔اور حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ کی طرف سے امیر تھے (تاریخ ابن الاثیر ۲:۱۳۵)

سجاح اور مسیلمہ کے وہ الہامات جو اس خیمہ میں ہوئے وہ تاریخ ابن اثیر اور تاریخ طبری (۳:۲۳۹) میں مذکور ہیں۔وہ ایسے الہامات ہیں کہ کوئی سلیم الطبع آدمی زبان پر لاتے ہوئے شرم محسوس کرے گا۔

مختار بن ابی عبید ثقفی

مختار بن ابی عبید ثقفی حضرت عبد اللہ بن زبیر اور عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔مدعی نبوت تھا اور یہ کہتا تھا کہ جبرئیل امین میرے پاس آتے ہیں۔۶۷ھ میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قتل کیا گیا (تاریخ الخلفاء ص ۸۳) حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص عراق میں ظہور پذیر ہوا اس کا دعوی تھا کہ جبرئیل امین میرے پاس وحی لاتے ہیں (دول الاسلام ۱:۳۵ للذہبی)

حارث بن سعید کذاب دمشقی

حارث بن سعید نے عبد الملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں نبوت کا دعوی کیا۔ عبد الملک تابعی تھا۔حضرت عثمان، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری اور عبد اللہ بن عمر اور معاویہ اور ام سلمہ اور بریرہ رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی تھی۔اور عروہ بن زبیر اور خالد بن معدان اور زہری رضی اللہ عنہم جیسے علماء تابعین عبد الملک سے روایت کرتے ہیں۔ (کمافی تاریخ الخلفاء ص ۸۴)

عبد الملک نے اس متنبی کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا۔قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان نے حارث متنبی کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا، خلفاء اور بادشاہوں نے ہر زمانہ میں جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔اور علماء عصر نے ان کے فعل

صواب پر اتفاق کیا ہے۔ کیونکہ یہ جھوٹے مدعیان نبوت مفتری علی اللہ ہیں۔ خداوند قدوس پر جھوٹا الزام رکھتے ہیں کہ اس نے ان کو نبی بنایا ہے اور پیغمبر ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے منکر ہیں۔ اور علماء کا اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ جو شخص مدعیان نبوت کی تکفیر کرنے والے سے اختلاف کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ وہ ان مدعیان نبوت کے کفر اور تکذیب علی اللہ پر راضی وخوش ہے (نسیم الریاض ۴:۵۷۵)

مغیرہ بن سعید عجلی اور بیان بن سمعان تمیمی

۹۹ھ میں مغیرہ بن سعید عجلی اور بیان بن سمعان تمیمی نے نبوت کا دعوی کیا۔ خالد بن عبداللہ نے جو ہشام بن عبدالملک کی طرف سے امیر عراق تھا دونوں کو قتل کر کے عبرت کے لئے پھانسی پر لٹکایا اور پھر آگ کے گڑھے میں ڈال کر جلوایا (تاریخ کامل ۵:۷۶۔ تاریخ طبری ۸:۲۴۰)

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہشام کے زمانہ خلافت میں سالم بن عبداللہ بن عمر اور نافع مولیٰ ابن عمرؓ اور طاؤس اور سلیمان بن یسار اور قاسم بن ابی بکر اور حسن بصری اور محمد بن سیرین اور مکحول اور عطاء بن ابی رباح اور حضرت باقر اور وہب بن منبہ اور سکینہ بنت حسین اور ثابت بنانی اور مالک بن دینار اور ابن شہاب زہری اور ابن عامر مقری رحمہم اللہ اور اکابر علماء تابعین موجود تھے اور شعراء میں جریر اور فرزدق تھے۔ امام عبدالقادر بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: تیسری فصل فرقہ مغیریہ کے ذکر میں ہے یہ لوگ مغیرہ بن سعید عجلی کے پیروکار ہیں۔ آگے چل کر لکھا ہے کہ مغیرہ نے کفر صریح اختیار کیا۔ مثلاً نبوت کا دعوی کرنا اسم اعظم کے علم کا مدعی ہونا وغیرہ۔ اس نے اپنے مریدوں کے آگے یہ خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ اسم اعظم کے ذریعہ سے وہ مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔

ابو منصور عجلی

یہ شخص ابتداء میں رافضی تھا بعد میں ملحد اور زندیق بنا اور مرزائیوں کی طرح آیات قرآنیہ میں عجیب عجیب تاویلیں کیں اور نبوت کا دعوی کیا یوسف بن عمر ثقفی جو کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کی طرف سے عراق کا والی اور امیر تھا

اس کو جب اس کے عقائد کفریہ کا علم ہوا تو گرفتار کر کے کوفہ میں پھانسی پر لٹکایا۔

شیخ عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب الفرق بین الفرق ص ۲۳۴ میں لکھتے ہیں: فرقہ منصوریہ ابو منصور عجلی کے متبعین کا نام ہے اس شخص کا دعوی تھا کہ امامت اولاد علی کرم اللہ وجہہ میں دائر ہے اور اپنے آپ کو امام باقر کا خلیفہ بتلاتا تھا۔ پھر اپنے ملحدانہ دعاوی میں اضافہ کیا کہ مجھے معراج آسمانی ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا بیٹے میری تبلیغ کرتا رہ۔ اس کے بعد زمین پر اتار دیا۔ اور کہا کرتا تھا کہ آیت: ﴿وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَرْكُومٌ﴾ میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہ فرقہ آج کل کے نیچریوں اور منکرین حدیث کی طرح قیامت اور جنت و دوزخ کا منکر تھا، اس کا خیال تھا کہ جنت سے مراد دنیا کی نعمتیں اور دوزخ سے مراد دنیا کے رنج والم اور مصائب ہیں۔ اور اس کے نزدیک اپنے مخالفوں کا خفیہ قتل کرنا جائز تھا۔ یہ فتنہ جاری رہا یہاں تک کہ یوسف بن عمر ثقفی والی عراق نے اس کو سولی پر لٹا کر اس کے فتنہ کا قلع قمع کیا۔

غرض آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور اس کے بعد بہت کذاب پیدا ہوئے ہیں اور اہل اسلام ہر دور میں ان کا مقابلہ کرتے رہے ہیں، یہاں نمونہ کے طور پر نو جھوٹے نبیوں کا حال نہایت ہی اختصار کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کیا گیا ہے۔

اسّی صحابہ: ختم نبوت کے راوی

یوں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ اعتقاد تھا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، اور اس پر ان کا اجماع تھا، لیکن اسّی صحابہ ایسے ہیں جنھوں نے آنحضرت ﷺ سے براہ راست ختم نبوت کی احادیث روایت کی ہیں یا ان سے بتصریح ختم نبوت کے سلسلہ میں تقریریں منقول ہیں۔ اور جو صحابی کسی مسئلہ کے متعلق آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں تو ظاہر یہی ہے کہ اس میں ان کا وہی اعتقاد و مذہب ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے اور دین کے مسائل میں بہت کم ایسے ملیں گے جن کی روایت کرنے والے اسی صحابہؓ ہوں۔ تفصیل سے بچنے کے لئے

ان کے اسماء یہاں میں نے ذکر نہیں کئے۔

محدثین تمام محدثین کرام کا بھی یہی اعتقاد تھا لیکن اٹھاون محدثین عظام ایسے ہیں جنھوں نے ختم نبوت کے متعلق احادیث روایت کی ہیں۔ اور اختلاف رائے یا تاویل و تخصیص کو اس میں ظاہر نہیں فرمایا بلکہ اس کو بعینہٖ اپنی ظاہری مراد میں تسلیم کیا ہے ان کے اسماء بھی تفصیل سے بچتے ہوئے میں نے ذکر نہیں کئے۔

مفسرین اسی طرح تمام مفسرین کا بھی مذہب یہی تھا جنھوں نے اپنی تفسیروں میں بتصریح خاتم النّبیین کے تحت بلاتاویل وتخصیص کے آنحضرت ﷺ کو آخری نبی تسلیم کیا ہے۔ کہیں یہ نہ لکھا کہ ختم نبوت سے تشریعی نبوت کا اختتام مراد ہے ایسے ستائیس مفسرین عظام ہیں۔

فقہاء تمام فقہاء کرام کا بھی یہی اعتقاد تھا اور انھوں نے اپنی کتابوں میں بتصریح لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین اور سب سے آخری نبی ہیں آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اگر کوئی اس قسم کا دعوی کرتا ہے تو وہ بلاشبہ کافر و مرتد ہے۔

متکلمین دس متکلمین حضرات نے بتصریح لکھا ہے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین والمرسلین ہیں۔ آپؐ کے بعد مطلقاً نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول۔ آپؐ کی نبوت و رسالت دنیا میں آپؐ کی وفات کے بعد بھی فناء دنیا تک باقی ہے۔ مثال کے طور پر صرف امام غزالی رحمہ اللہ کا ارشاد نقل کرتا ہوں:

إن الأمة فهمت من هذا	تمام امت نے لفظ خاتم النّبیین سے یہی سمجھا
اللفظ أنه أفهم عدم نبی	ہے کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کے بعد مطلقاً
بعدهٗ أبدًا وعدم رسول	کسی نبی یا کسی رسول کے پیدا ہونے کی نفی کرتی
بعدهٗ أبدًا وأنهٗ ليس فيه	ہے۔ اور تمام امت محمدیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے
تأويل ولا تخصيص	نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ اور جس
فكلامهٗ من أنواع	نے اس آیت کی تاویل کر کے کسی خاص جماعت

الهذيان لايمنع الحكم	کے ساتھ خاص کرنے کا ارادہ کیا اس کا کلام از
بتكفيره لأنه مكذوب	قبیل ہذیان ہے۔ اور اس کی یہ تاویل ہمیں اس
لهذا النص الذى	سے نہیں روک سکتی کہ ہم اس کے کافر ہونے کا حکم
اجتمعت الأمة على أنه	لگائیں۔ اس لئے کہ وہ شخص اس آیت کریمہ کا
غير مأول ولا	مکذب اور منکر ہے جس پر امت کا اجماع ہے کہ
مخصوص (اقتصاد)	نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ کوئی تخصیص۔

صوفیائے کرام دس صوفیائے کرام نے بتصریح ذکر فرمایا ہے کہ آپؐ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر عارف باللہ شیخ عماد الدین اموی قدس سرہٗ جو اکابر اولیاء میں سے ہیں ان کا قول نقل کرتا ہوں:

چوتھی فصل عقائد صوفیائے کے بیان میں ہے جس پر ان کا اجماع ہو چکا ہے اور ان مذاہب کے بیان میں ہے جو انھوں نے فروعی احکام میں اختیار کئے ہیں، یعنی ان کا عقیدہ وہی ہے جو امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا ہے۔ اس تمہید کے بعد پھر ان کے عقائد کو مفصلاً نقل فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وأن محمدًا أفضل الأنبياء	محمد ﷺ سب انبیاء سے افضل ہیں اور
وأن الله تعالى ختم به	اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔
النبوة (حیاۃ القلوب ۲:۴)	

ختم نبوت کے عقلی دلائل

قرآن وحدیث واجماع اور آثار صحابہ پیش کرنے کے بعد کسی مسلمان کے لئے حاجت نہیں کہ عقلی حکمتیں پیش کرنے کا انتظار کرے بلکہ اس کے نزدیک ساری عقلی حکمتیں اس ایک حکمت پر قربان ہیں کہ جب ایک ذات مقدس کو آفتاب سے زیادہ

روشن علامات کے ذریعہ خدا کا رسول تسلیم کرلیا تو پھر جزئی حکم میں اس سے حکمت یا علت پوچھنا عقل وحکمت کے خلاف ہے کیونکہ وہ ایسی کامل اور مکمل عقل کا متبع ہے جس کے سامنے ساری دنیا کی عقلیں ہیچ ہیں اس کا سینہ ایک ایسی حکمت سے معمور ہے جس کے سامنے ساری حکمتیں گرد ہیں۔ ضرورت نہ تھی کہ شرعی حجتوں کو پیش کرنے کے بعد ہم اس میدان میں قدم رکھتے لیکن دو وجہ سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی، اول یہ کہ نقل کو جب عقل کے مطابق کرکے دکھلایا جاتا ہے تو یہ حکم دل میں اتر جاتا ہے، اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملتی ہے دوسرے یہ کہ مرزائیوں کی تحریفات نے جیسا قرآن وحدیث پر اپنا جال پھیلانا چاہا ہے ایسے ہی یہ بھی ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ عقل کے خلاف ہے اور آنحضرت ﷺ کے درجہ کو گھٹانے والا ہے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ ان کا یہ طلسم توڑ کر عقلی طور پر بھی دکھلایا جائے کہ ختم نبوت عین مقتضائے عقل اور آنحضرت ﷺ کی وہ امتیازی فضیلت ہے جو آپ ﷺ کی شان کو تمام انبیاء ورسل سے بڑھا دیتی ہے۔

مرزائیوں نے اس سلسلہ میں بزور خطابت جو کچھ مسلمانوں کے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اس کا خلاصہ دو یا تین باتیں ہیں:

اول: نبوت ایک رحمت ہے اگر آنحضرت ﷺ کو خاتم نبوت قرار دیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ رحمۃ للعالمین کے آتے ہی دنیا سے رحمت منقطع ہوگئی یہ اچھی برکت ہوئی کہ رحمت کا خاتمہ ہوگیا اور قیامت تک اس کا دروازہ بند ہوگیا۔

دوم: قدیم سے عادت اللہ یہ جاری ہے کہ جب دنیا میں گمراہی غالب آتی ہے، لوگ صراط مستقیم سے ہٹنے لگتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرماتے ہیں۔ آج جبکہ دنیا پر ظلم وجور کی حکومت ہے کفر وضلالت کی گھٹائیں عالم پر چھا گئی ہیں نبوت کی ضرورت پیدا ہوگئی ہے۔ ادھر خداوند عالم کی رحمت میں کمی نہیں اس لئے عادۃ اللہ کے مطابق ضرور کوئی نبی مبعوث ہونا چاہئے۔

سوم: انبیاء سابقین میں سے جو اولوالعزم انبیاء گذرے ہیں ان کے ماتحت بہت سے انبیاء انہی کی شریعت کی نشر واشاعت کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں جس سے ان کی عظمت شان ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک بادشاہ کے تحت جس قدر سلطنتیں اور ریاستیں، رجواڑے ہوتے ہیں اسی قدر اس بادشاہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اور شاہ کے بجائے اس کو شہنشاہ کہا جاتا ہے۔ اس فطری قاعدہ کا مقتضا بھی یہ ہے کہ سید الانبیاء ﷺ کے بعد بجائے انقطاع نبوت کے نبیوں کی اس قدر کثرت ہو جو انبیاء سابقین سے بھی بڑھ جائے۔

یہ چند باتیں ہیں جن کو دلفریب صورت سے مسلمانوں کے سامنے پیش کرکے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی عظمت شان اور فضیلت مطلقہ کے حامی ہیں اور ختم نبوت کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔

ان سب باتوں کا اجمالی اور مختصر جواب یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ (جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا) ہم نے خود تصنیف نہیں کیا بلکہ اس عظیم الشان رسول کے بھیجنے والے نے اور خود رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ہمیں بتلایا ہے ہم نے اس کو قبول کرلیا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدائے قدوس نے عقل وفہم کا کوئی حصہ عنایت فرمایا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی فضیلت اور انتہائی عظمت ہے کہ ایک نبی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہیں ہوسکتی۔

اب مرزائیوں کی باتوں کے جوابات تفصیل سے عرض کئے جاتے ہیں:

امر اول: کے متعلق عرض ہے کہ نبوت کا رحمت ہونا مسلم ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آپ اس رحمت کے خاتم ہیں لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ دنیا اب رحمت سے محروم ہوگئی اور رحمۃ للعالمین کا وجود دنیا کے لئے (معاذ اللہ) زحمت بن گیا صرف مرزائی فہم ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر رحمت کے چھوٹے چھوٹے دروازے بند کرکے ایک بڑا پھاٹک کھول دیا جائے جس سے سارے عالم کی تربیت اور پرورش ہوسکے تو کیا اس کو

زحمت کہا جائے گا یا انتہائی درجہ کی [illegible] کا انقطاع

سمجھا جائے گا یا ساری دنیا کا رحمت سے لبریز ہو جانا؟

اگر چھوٹی گولوں اور نالیوں کو بند کر کے ایک عظیم الشان نہر بہا دی جائے تو اس کو دنیا کے لئے خشک سالی کہا جائے گا یا حیات دائم؟ ٹمٹماتے چراغوں کو اٹھا کر اگر اتنا بڑا برقی گیس قائم کر دیا جائے جس کی روشنی تمام چراغوں کے مجموعہ سے کہیں زائد ہو تو ان چراغوں کا ختم ہونا اندھیرا کا باعث ہوگا یا پہلے سے کہیں زیادہ روشنی کا؟ یا اگر ان گنت ستارے غائب ہو کر آفتاب عالمتاب سامنے آجائے تو یہ ظلمت کا سبب ہوگا یا پہلے سے کہیں زیادہ نور کا؟

ابتداء عالم سے رحمت نبوت جزوی صورت سے محدود زمانہ اور محدود مکان کے لئے دنیا میں آتی رہی۔ ایک خطہ میں موسیٰ علیہ السلام خدا کی رحمت بن کر خلق اللہ کی تربیت کرتے ہیں تو دوسرے میں شعیب علیہ السلام اسی خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ ایک ملک میں اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صورت میں رحمت خداوندی جلوہ گر ہوتی ہے تو دوسرے میں لوط علیہ السلام اسی رحمت کا پیکر بن کر آتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ کے اعتبار سے ایک زمانہ میں آدم علیہ السلام ہیں تو دوسرے میں نوح علیہ السلام۔ ایک قرن میں ابراہیم علیہ السلام احکام الٰہی کی تبلیغ کرتے ہیں تو دوسرے میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو یہ خدمت سپرد ہوتی ہے۔

آخر میں عنایات الٰہیہ اور رحمت حق کا اقتضا ہوا ہے کہ اب وہ عالمگیر رحمت دنیا میں بھیج دی جائے جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور تمام انوار و برکات کا خزانہ ہے۔

یہ عالمگیر رحمت نبی الانبیاء سید الاولین والآخرین خاتم النبیین ﷺ کی صورت مبارکہ میں ظاہر ہوئی جو تمام انبیاء و رسل کے کمالات کی جامع ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء سابقین اپنی اپنی جگہ سب شمع ہدایت تھے لیکن جب ماہتاب روشن ہو گیا تو

سب کی روشنی اس کی روشنی سے مغلوب ہو گئی اور اب سارے عالم کی تنویر کے لئے تنہا یہی کافی ہو گیا۔ یا یوں کہئے کہ انبیاء سابقین نجوم ہدایت تھے جو اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق عالم سے ظلمت کفر مٹانے میں مصروف تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ کمالات خاتم الانبیاء کی صبح صادق نمودار ہوئی اور پھر آفتاب نبوت جلوہ آرا ہو گیا تو وہ ستارے سب اپنی اپنی جگہ پر اسی آب و تاب کے ساتھ ہونے کے باوجود آفتاب کی روشنی میں ضم ہو گئے۔ اور اب سارے عالم کی نظریں صرف اسی کرۂ نور کو دیکھتی ہیں اور اسی کی ضیاء گستری پر عالم کی ظلمت و نور کا مدار ٹھہر گیا۔

اب کوئی مرزائی ہی ہوگا جو ان شمعوں یا ستاروں کے غائب ہونے پر ماتم کرے گا اور یہ سمجھے گا کہ ہائے اب دنیا نور سے خالی ہو گئی۔ ایک بابصیر انسان تو اس عالم گیر روشنی کو اپنا فخر سمجھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا کہ اب ہمیشہ کے لئے جہاں روشن ہو گیا۔

دوم: بیشک ابتدائے عالم سے سنت اللہ یوں ہی جاری ہے کہ جب کفر و ضلالت عالم کو گھیر لیتے ہیں اور حق و باطل میں امتیاز نہیں رہتا تو خداوند عالم اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرما دیتے ہیں۔

لیکن آپ کے بعد اس میں دو وجہ سے کلام ہے اول تو یہ تسلیم نہیں کہ عالم کو کفر و ضلالت نے اس طرح گھیر لیا ہے کہ کفر و اسلام میں امتیاز نہیں رہا۔ طالب ہدایت کو ہدایت کرنے والے موجود نہیں رہے۔ کیونکہ یہ بات جس طرح واقعات و مشاہدات کے خلاف ہے اسی طرح حضرت خاتمیت پناہ ﷺ کی پیشگوئی کے بھی خلاف ہے ارشاد ہے:

لاتزال طائفة من أمتي على الحق ظاهرين على من ناواهم حتى يأتي أمر الله تعالى وينزل عيسىٰ بن مريم (مسند احمد ۴:۴۲۹)	میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو اپنے مقابل پر غالب رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں۔

الغرض آفتاب نبوت کی ضیاء گستری عالم میں آج بھی اسی طرح کارفرما ہے اس آفتاب کی شعاعیں اگر ایک زمانہ تک صدیق وفاروق اور ذی النورین ومرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین کی صورت میں جلوہ افروز تھیں تو آج بھی علماء وصلحاء امت کی صورت میں جلوہ افروز ہیں۔ جس کام کے لئے عہد قدیم میں انبیاء تشریف لاتے تھے اب وہ کام امت کے افراد کرتے ہیں اور سعید وخوش نصیب لوگ اس سے آج بھی اسی طرح بہرہ ور ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے۔

ہست مجلس براں قرار کہ بود ہست مطرب براں ترانہ ہنوز

خلاصہ یہ ہے کہ غلبۂ کفر وشرک اور فسق وفجور کے وقت انبیاء کے مبعوث ہونے کی بات صحیح ہے۔ لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب تک بقاء عالم مقصود ہے، مگر قیامت کو بھی تو آنا ہے چنانچہ جب خاتم الانبیاء ﷺ کے پیدا ہونے اور مبعوث ہونے سے عالم کی پیدائش کا مقصد پورا ہو چکا تو اب قانون فطرت کے مطابق یہ سلسلہ ختم ہو جانا چاہئے اور اس کی یہی صورت ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔

سوم: کسی نبی کے ماتحت یا اس کے ساتھ دوسرے انبیاء کا مبعوث ہونا: ان کی عظمت شان کو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ سے نہیں بڑھاتا۔ کیونکہ تصریحات قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام پہلے نبی کے کام کی تکمیل اور ان کی امداد کے لئے مبعوث ہوتے تھے، جس سے حضرت خاتمیت پناہ ﷺ اپنی ذاتی کمالات کی بدولت مستغنی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کی بعثت کا جو سبب قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے وہ خود اس مضمون کا شاہد ہے فرماتے ہیں: سنشد عضدك بأخيك ہم تمہارے بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط کردیں گے۔

حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی قوت وہمت اور کمالاتِ نبوت کا انتہائی درجہ چونکہ کسی اور نبی کی اعانت کا محتاج نہیں تھا اس لئے ضرورت نہ ہوئی کہ آپؐ کے ساتھ یا بعد میں کوئی نبی مبعوث کیا جائے۔

اور اگر مالک الملک کی شہنشاہی کے لئے ماتحت معبودوں کا ہونا ضروری نہیں تو اسی سلطنت الٰہیہ کے خلیفہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی سیادت اور نبی الانبیاء ہونے کے لئے بھی آپ کے ساتھ یا بعد میں اور انبیاء کا ہونا ضروری نہیں، بتصریحات قرآن وحدیث تمام انبیاء ومرسلین آپؐ کے ماتحت اور آپؐ کے ہی جھنڈے کے نیچے ہیں اور اسی بناء پر آپؐ کو نبی الانبیاء کہا جاتا ہے۔

اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی سیادت مطلقہ کو واضح کرنے کے لئے تمام انبیاء پہلے مبعوث ہو چکے اور آپؐ سب کے بعد میں تشریف لائے۔ (مختصراً ماخوذ از ختم نبوت حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ)

قانون فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے

کائنات پر سرسری نظر ڈالنے والا دنیا میں دو چیزیں دیکھتا ہے: ایک: وحدت دوسری: کثرت۔ لیکن جب ذرا تامل کیا جائے اور نظر کو عمیق کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں میں بھی وحدت ہی اصل الاصول ہے جتنی کثرتیں سطحی نظر میں سامنے آتی ہیں وہ بھی کسی وحدت کے ساتھ مربوط ہیں اور جو کثرت کسی وحدت پر منتہی نہیں اس کا شیرازۂ وجود منتشر ہو کر قریب ہے کہ عدم میں شامل ہو جائے اس لئے ایسی کثرت کو موجود کہنا فضول ہوگا۔

مثال لیجئے: جب ہم آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو اس کے محیر العقول طول وعرض میں بے شمار کثرتیں کھپی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن جب ان کثرتوں کے سلسلہ پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کثرتیں ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں اور ایک ہی محور پر حرکت کر رہی ہیں۔ اور اگر ان کا سلسلہ اس وحدت پر منتہی نہ ہوتا تو یہ نظام سماوی کسی طرح باقی نہ رہ سکتا۔ آسمان سے نیچے اتر کر موالید ثلاثہ میں بھی یہی فطری قانون جاری ہے۔ جمادات کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالو تو کس قدر کثرتیں سامنے آتی ہیں لیکن وہ سب بھی اسی طرح ایک وحدت میں منسلک ہیں اور جب یہ رشتہ ٹوٹتا ہے تو اس

کے لئے موت کا پیغام ہوتا ہے۔

نباتات میں بے شمار شاخیں پتے اور پھل پھول نئے نئے رنگ اور نئی نئی وضع میں کثرت کی شان لئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن اگر ان کی انتہا ایک جڑ کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو فرمایئے کہ اس باغ و بہار کی عمر کتنی رہ جائے گی؟

حیوانات میں ہاتھ پاؤں آنکھ ناک اور تین سو ساٹھ جوڑوں کی کثرت موجود ہے لیکن اگر یہ سب ایک رشتہ وحدت میں منسلک نہ ہوں تو یہی اس کی موت ہے۔

اسی طرح مشینوں انجنوں گاڑیوں برقی تاروں اور واٹرورکس کے نلوں پر نظر ڈالئے تو سب کو اسی قانون فطرت میں جکڑا ہوا پائیں گے جب کسی انجن کے کل پرزے اس کی روح (اسٹیم) سے علیحدہ ہوں گے گاڑیوں کا باہمی ربط ٹوٹے گا یا برقی تاروں کا اتصال بجلی کے خزانہ کے ساتھ باقی نہ رہے گا یا پانی کے نل واٹرورکس سے منقطع ہو جائیں گے تو ان کا وجود بھی بے کار ہو جائے گا۔

کائنات کی ان مثالوں پر نظر ڈالنے سے جو قانون قدرت ذہن نشین ہوتا ہے: نبوت و رسالت اس سے علحدہ نہیں ہے۔ بلکہ عالم کی تمام نبوتوں کا سلسلہ بھی کسی ایسی نبوت پر ختم ہونا چاہئے جو سب سے زیادہ اقوی و اکمل ہو اور جس کے ذریعہ نبوتوں کی کثرت یک وحدت پر منتہی ہو۔ اس سیادست و فضیلت کے حقدار صرف حضرت خاتم الانبیاء ہی ہو سکتے ہیں جن کی سیادت پر انبیاء سابقین اور ان کی کتب سماوی اور پھر ان کی امتیں خود گواہ ہیں جن کی تصریحات ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اور یہی رمز ہے اس میثاق میں جو تمام انبیاء و رسل سے لیا گیا تھا کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔ ارشاد ہے: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں) اور اس میثاق کی تصدیق اور آپ کی سیادت کو ثابت کرنے کے لئے خداوند عالم نے دنیوی حیات میں آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع فرمایا اور یہ سیادت اس طرح ظاہر ہوئی کہ آپ تمام

انبیاء علیہم السلام کے امام بنے۔ جس کا مفصل تذکرہ تمام کتب حدیث میں صحیح و معتبر روایات میں منقول ہے۔ پھر آخر زمانہ میں بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کی شریعت کا متبع بنا کر بھیجا جائے گا، تاکہ اس میثاق پر صاف طور پر عمل ہو جائے۔ اور پھر قیامت میں شفاعت کبری کے ذریعہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی سیادت واضح فرمائی جائے گی، الغرض عقل و حکمت اور قانون فطرت کا اقتضاء یہ ہے کہ تمام نبوتیں آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ختم ہوں۔

قانون فطرت کی نظیر

دنیا کی چیزوں پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو دیکھا جاتا ہے کہ ایک مقصد کو پورا کرنے کے لئے سینکڑوں اسباب و آلات کام کرتے ہیں اور ایک زمانہ دراز ابتدائی مقدمات طے کرنے میں صرف ہوتا ہے سب سے آخر میں اصل مقصود کی صورت نظر آتی ہے۔

درختوں کو دیکھئے اور بیج بونے کے وقت تک تمام درمیانی مراحل پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام کاوشوں کا اصلی مقصود یہ تھا جو آج سامنے آیا ہے۔ اسی طرح تمام کائنات کی پیدائش کا اصلی مقصد اور تمام نبوتوں کا خلاصہ آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اس لئے قانون فطرت کے موافق آپ آخر میں تشریف لائے ہیں۔ اس مضمون کو "حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے اس بلیغ شعر میں ادا فرمایا ہے۔

اے ختم رسل امت تو خیر الامم بود　　چو ثمرہ کہ آید ہم در فصل نضیری

تیسری نظیر

اسی طرح شاہی درباروں پر نظر ڈالیے ایک مدت پہلے سے اس کا انتظام کرنے کے لئے سینکڑوں بڑے چھوٹے حکام برسر کار آتے ہیں۔ لیکن ان سب کا اصلی مقصد سلطانی دربار کے لئے راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے اور اسی لئے جب دربار کا وقت آتا ہے اور بادشاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مقاصد دربار کی تکمیل کرتا ہے تو اس کے بعد کسی کا انتظار باقی نہیں رہتا اور اسی پر دربار ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں بھی اسی طرح سلطان الانبیاء ﷺ پر سلسلہ نبوت کا ختم ہوجانا بالکل قانون فطرت اور مقتضائے عقل کے موافق ہے۔ اس کی سینکڑوں نظریں ذرا تامل سے ہر شخص نکال سکتا ہے (ماخوذ از ختم نبوت حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

قرآن وحدیث اور اجماع امت اور اقوال سلف وخلف پیش کرنے کے بعد عقلی دلائل سے بھی ثابت کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین والرسل ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور ظلی بروزی کسی قسم کی نبوت کی گنجائش نہیں۔

اس کے بعد مرزا قادیانی اور اذناب مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد درج کر کے اخیر میں تمام علماء کرام کے متفقہ فتاوی پیش کرونگا (ان شاء اللہ)

ذات خداوندی اور مرزائی عقائد

مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، سوتا ہے، جاگتا ہے، لکھتا ہے، دستخط کرتا ہے، یاد رکھتا ہے اور بھول جاتا ہے، مجامعت کرتا ہے اور جنتا ہے۔ اس کا تجزیہ ہوسکتا ہے اسے تشبیہ دی جاسکتی ہے اور اس کی تجسیم جائز ہے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے مجھ پر وحی نازل ہوئی:

قال لی اللہ إنی أصلی وأصوم وأسحر وأنام" (البشری ۲:۹۷)

مجھ سے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔

مگر وہ کلام حق جسے اللہ تعالیٰ نے نبی برحق پر نازل کیا ہے یہ ہے:

اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ. لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ. مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلَّا بِإِذْنِهٖ. يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ حی وقیوم ہے نہ اونگھتا ہے اور نہ سوتا ہے آسمان اور زمین اس کے قبضہ قدرت میں ہیں جس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو سفارش کرنے کا اختیار نہیں، جس کا

أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ. وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا بِمَا شَآءَ، وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ، وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (سورہ بقرہ)

علم ہر چیز پر محیط ہے، اور جس کے علم کا کوئی دوسرا احاطہ نہیں کرسکتا، مگر جس قدر وہ (علم دینا) چاہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو ان کی حفاظت کچھ بھاری نہیں، اور وہ عالی شان عظیم المرتبت ہے۔

اور رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

إن اللہ لا ینام ولا ینبغی لہٗ أن ینام (مسلم، ابن ماجہ، دارمی)

خدا نہ سوتا ہے اور نہ ہی سونا اس کی شان ہے۔

اسی طرح باری تعالیٰ اپنا وصف خود بیان فرماتے ہوئے:

قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (التحریم)

انھوں نے ہر چیز کا علم میں احاطہ کر رکھا ہے یعنی کوئی شئی ان سے مخفی نہیں۔

اور فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اللہ وہی ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو پوشیدہ اور ظاہر کا علم رکھتا ہے۔

اور فرشتوں کی زبانی فرمایا:

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (مریم ۶۴)

ہم تیرے رب کے حکم کے بغیر آسمانوں سے نہیں اترتے، اس کے لئے ہے جو ہمارے آگے اور پیچھے اور اس کے درمیان ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔

اور بزبان موسیٰ علیہ السلام فرمایا:

لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسٰى (طٰہٰ ۵۲)

نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے۔

لیکن قادیانی اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا غلطی بھی کرتا ہے اور صواب کو بھی پہنچتا ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ غلطی جہل اور نسیان کے نتیجہ میں ہوتی ہے اور اس کے معنی یہ ہوئے کہ پناہ بخدا باری تعالیٰ جاہل اور مبتلائے نسیان ہے۔ چنانچہ قادیانی کے عربی الفاظ ہیں:

قال اللہ تعالی إنی مع الرسول أجیب: أخطئ و أصیب إنی مع الرسول (محیط البشری ۲:۷۹)

خدا نے کہا کہ میں رسول کی بات قبول کرتا ہوں، غلطی کرتا ہوں اور صواب کو پہنچتا ہوں۔ میں رسول کے ساتھ ہوں۔

نیز قادیانی لکھتا ہے:

''ایک دفعہ میں نے کشف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے بہت سے کاغذات رکھے تا کہ وہ ان کی تصدیق کردے اور ان پر دستخط ثبت کردے۔ مطلب یہ تھا کہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہوجائیں، سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کردئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی، اس کو جھاڑا اور جھاڑنے کے بعد اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ (مرزا قادیانی کا ایک مرید) کے کپڑوں پر پڑے اور جب حالت کشف ختم ہوئی تو میں نے اپنے اور عبداللہ کے کپڑوں کو سرخی کے قطروں سے تر بہ تر دیکھا، اور کوئی چیز ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا۔ اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی، اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی (تریاق القلوب ۳۳، حقیقۃ الوحی ۲۵۵، مرزا قادیانی، روحانی خزائن ۱۵:۱۹۷)

ایک اور مقام پر قادیانی خالق تعالیٰ کو جو تشبیہ سے مبرا ہے تیندوے سے تشبیہ دے کر ذات باری تعالیٰ سے مذاق کرتا ہے۔

''تخیلی طور پر ہم فرض کرسکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور

لا انتہاء عرض وطول رکھتا ہے تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہے'' (توضیح المرام ۷۵، مصنفہ مرزا قادیانی، روحانی خزائن ۳:۹۰)

اس طرح خداوند کریم کے اس قول کی تکذیب کی جاتی ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

اس کا سا کوئی نہیں اور وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر قادیانی کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور تمام اسلامی ادیان کے بالکل برعکس یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ:

''اللہ مباشرت ومجامعت بھی کرتا ہے اور وہ اولاد بھی جنتا ہے''

خدا نے ان کے نبی مرزا غلام سے مباشرت ومجامعت کی۔ اور پھر نتیجہ میں پیدا بھی وہی ہو یعنی (۱) مرزا قادیانی ہی سے جماع کیا گیا (۲) اور وہی حاملہ ٹھہرا اور پھر خود ہی اس حمل کے نتیجہ میں پیدا بھی ہوا (لاحول ولاقوۃ الا باللہ!)

اب ذرا قادیانیوں ہی کی زبان سے سنئے، قاضی یار محمد قادیانی رقم طراز ہے:

حضرت مسیح موعود ''مرزا'' نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا (اسلامی قربانی ۳۴، قاضی یار محمد قادیانی)

اور خود مرزا کہتا ہے:

مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنادیا گیا، پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا (کشتی نوح ۴۷، روحانی خزائن ۱۹:۵۰)

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں میرا نام ہی وہ مریم رکھا جو عیسیٰ کے ساتھ حاملہ ہوئی اور میں ہی اس فرمان باری کا مصداق ہوں۔

ومن ابنة عمران التی أحصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا. بجز میرے کی

اور نے اس بات کا دعوی نہیں کیا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۳۳۷، روحانی خزائن ۲۲:۲۵۹)

اور اسی بنا پر قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

''غلام احمد خدا کا بیٹا ہے بلکہ عین خدا ہے''

چنانچہ متنبی قادیانی کہتا ہے: مجھے خدا نے کہا ہے: أنت من ماء نا وهم من فشل

تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے، (انجام آتھم ۵۵، روحانی خزائن ۱۱:۵۵) اور

اللہ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا: اسمع یا ولدی سن اے میرے بیٹے (البشری ۴۹)

یاشمس یا قمر أنت منی و أنا منك اے سورج اے چاند تو مجھ سے ہے میں تجھ سے (

حقیقۃ الوحی ۷۴، روحانی خزائن ۲۲:۷۷)

اور خدا نے فرمایا کہ میں تیرا حافظ ہوں میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا (انجام آتھم

۵۵، روحانی خزائن ۱۱:۵۵) خدا تیرے اندر اتر آیا تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ

ہے۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں (کتاب البریہ

۸۴، ۸۵، روحانی خزائن ۱۳:۱۰۲، ۱۰۳)

ایک مقام پر تو یہاں تک کہہ دیا ہے:

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں

(آئینہ کمالات اسلام ۵۶۴، روحانی خزائن ۵:۵۶۴) أنت منی بمنزلة بروزی تو مجھ سے ایسا

ہی ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہوگیا، یعنی تیرا ظہور بعینہ میرا ظہور ہوگیا (وحی مقدس ص ۵۴۵)

یہ ہیں خدائے ذوالجلال کے بارے میں قادیانی عقائد:

سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ — اللہ ان صفات سے منزہ اور پاک ہے جن سے وہ متصف کرتے ہیں۔

درانحالیکہ باری تعالیٰ نے اپنے کلام میں صراحۃً ان عقائد باطلہ کی تردید کردی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ یَلِدْ، وَلَمْ یُوْلَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَّهُ کُفُوًا أَحَدٌ

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا، اور نہ اسے کسی نے جنا، اور نہ اس کی جوڑ کا کوئی ہے۔

اور فرمایا:

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ

تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنھوں نے مسیح بن مریم کو خدا کہا۔

یٰأَهْلَ الْکِتَابِ لَاتَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَاتَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَکَلِمَتُهٗ، أَلْقَاهَا إِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ، فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ، إِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّکُمْ، إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ، سُبْحَانَهٗ أَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ، لَهٗ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ، وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا (سورہ نساء آیت ۱۷۱)

اے کتاب والو! اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو اور اللہ کے بارے میں سچی بات کے علاوہ اور کچھ مت کہو، نہیں ہیں مسیح بن مریم مگر اللہ کے رسول اور اس کا کلام جس کو مریم کی طرف ڈالا، اور روح اس کے یہاں کی، سو اللہ کو مانو اور اس کے رسولوں کو، اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ اس بات کو کہنے سے رک جاؤ۔ اس میں تمہاری بہتری ہے۔ خدا صرف ایک ہی ہے اس کو لائق نہیں کہ اس کی اولاد ہو زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور کافی ہے اللہ کارساز ہونے کے لئے۔

قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارٰی الْمَسِیْحُ بْنُ اللّٰهِ، ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ یُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاری نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے اپنے منہ کی باتیں ہیں۔ حقیقت سے جن کا کوئی تعلق نہیں، پہلے کافروں جیسی

مِنْ قَبْلُ، قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (سورۃ التوبۃ آیت ۲۰)

کہہ رہے ہیں خدا کی مار ہو ان پر یہ کہاں بھٹکے پھر رہے ہیں۔

ہم بھی قادیانیوں سے ان عقائد پر اس کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ تمہارا ناس ہو! کہاں بھٹکے جا رہے ہو؟

انکار ختم نبوت اور دعوی نبوت

دوسرا بنیادی عقیدہ جو مسلمانوں سے انہیں نمایاں طور پر الگ امت قرار دیتا ہے وہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی امت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

نبوت محمد ﷺ پر ختم نہیں ہوئی بلکہ آپ کے بعد بھی جاری ہے چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ ثانی محمود احمد رقم طراز ہے:

ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لئے ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا (الفضل القادیان ۹۱۲:۱۲) اور انھوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی تو کیا میں کہتا ہوں ہزار نبی ہونگے۔ (الفضل قادیان ۲۷ر فروری ۱۹۲۷ء)

خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُوْلاً شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً

ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا (حقیقۃ الوحی ص:۱۰۱، روحانی خزائن ۲۲:۱۰۵)

يٰسٓ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ

اے سردار! تو خدا کا مرسل راہ راست پر ہے، اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷، روحانی خزائن ۲۲:۱۱۰)

إنا أرسلنا أحمد إلى قومه فأعرضوا وقالوا كذابٌ أشر

احمد کو اس کی قوم کی طرف بھیجا لیکن انھوں نے اعراض کیا اور کہا کہ وہ کذاب بد بخت ہے (اربعین نمبر ۳ ص ۳۲، روحانی خزائن ۱۷:۴۲۳)

فكلمني وناداني وقال إني مرسلك إلى قوم مفسدين وإني جاعلك للناس إمامًا، وإني مستخلفك إكرامًا، كما جرت منتي في الأولين پس اس اللہ تعالیٰ نے مجھ سے گفتگو کی، اور اس نے مجھے ندا دی اور کہا کہ بیشک میں تجھے ایک فسادی قوم کی طرف بھیجنے والا ہوں اور میں تجھ کو لوگوں کے لئے امام بنانے والا ہوں، اور تجھ کو خلیفہ بنانے والا ہوں اکرام کے طور پر جیسا کہ میرا احسان اولین پر بھی تھا (انجام آتھم ص ۷۹، روحانی خزائن ۱۱:۷۹)

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱، روحانی خزائن ۱۸:۲۳۱)

تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے، اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ اب اگر خدائے تعالیٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں (دافع البلاء ص ۱۰، روحانی خزائن ۱۸:۲۳۰)

جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر، تو کیا انھیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سنکر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے (اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، روحانی خزائن ۱۷:۴۵۴)

ان عبارتوں میں مرزا قادیانی نے صاف نبوت اور رسالت کا دعوی کیا ہے، اس کے علاوہ اور طرح بھی دعوی نبوت کیا ہے، مثلاً: یہ کہا کہ جو مرزا لعین کو نبی نہیں مانتا جو

ان پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے، اور ظاہر ہے یہ شان بجز نبی اور رسول کے کسی اور کی نہیں ہو سکتی چنانچہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔

کفر دو قسم پر ہے: ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو اتمام حجت کے باوجود جھوٹا جانتا ہے، جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے، پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے، اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹، روحانی خزائن ۲۲:۱۸۵)

اس عبارت سے منکرین کا کفر بھی ثابت ہوا اور مرزا کا دعوی نبوت بھی لیکن اگر اس کے ساتھ یہ عبارت تریاق القلوب کی بھی ملا لی جائے تو مطلب بالکل صاف ہے:

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوی کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا (تریاق القلوب، حاشیہ ص ۱۳۰، روحانی خزائن ۱۵:۴۳۲)

مرزا قادیانی نے دعوی نبوت و رسالت اور طرح سے بھی ظاہر کیا ہے وہ یہ کہ تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر نیک و بد مسلمان کے پیچھے نماز درست ہے مگر چونکہ مرزا نبی ہے اس وجہ سے جو اس کا انکار اور تکفیر یا تکذیب کرے یا اس کے صدق میں متردد ہو وہ سب کافر ہیں۔ ان کے پیچھے کسی مرزائی کی نماز درست نہیں۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں لکھتا ہے:

پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی ملکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو (حاشیہ ص ۱۸ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن ۱۷:۶۴)

سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے اور نہ تکذیب تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو (فتاوی احمدیہ جلد اول ۴:۸۳)

۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو سید عبداللہ عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟ جواب دیا: مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو، عرب صاحب نے عرض کیا کہ وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ فرمایا ان کو پہلے تبلیغ کر دینا، پھر وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب الخ (فتاوی احمدیہ جلد اول ۱۲:۱۸)

جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا، اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا، جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا (اربعین نمبر ۳ ص ۳۲، روحانی خزائن ۱۷:۴۲۱)

اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گذر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی تھی (اربعین ۴، حاشیہ ۱۲، روحانی خزائن ۱۷:۴۴۱)

مگر ہم قرآن کے نص کی رو سے اس پر مجبور ہو گئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی امت میں ہوگا، اور عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر آئے گا اور کسی مؤمن کی مجال نہیں کہ اس کا انکار کرے۔ کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے اور جو کوئی قرآن کا منکر ہے وہ جہاں جائے گا عذاب کے نیچے یعنی کسی طرح اس کی نجات نہیں ہے (خطبہ الہامیہ ۵:۴۱)

ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے (انجام آتھم ص ۶۲، روحانی خزائن ۱۱:۶۲)

میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں میں اس کی اس پاک

وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰، روحانی خزائن ۲۲:۱۵۴)

مگر میں خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں، بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں جس کو اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں، چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔

هو الذی أرسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهرهٗ علی الدین کلّه (دیکھو ص ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے (صحیحہ حقیقۃ النبوۃ ۷:۲۶۱)

پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے: محمد رسول الله والذین معهٗ أشدّاء علی الکفار رحماء بینهم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی (ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ۱:۲۶۲)

اس قسم کے حوالے بہت زیادہ ہیں جو مذکور ہوئے اس کا ذکر آگے چل کر کیا جائے گا۔

نبوت تشریعی و شریعت جدیدہ کا دعوی

مرزا کا ایک الہام یہ ہے:

اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذی أرسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهرهٗ علی الدین کلّه (اعجاز احمدی ص ۷، روحانی خزائن ۱۹:۱۱۳)

اس الہام میں علاوہ دعوی نبوت تشریعی کے یہ بھی دعوی ہے کہ اس آیت شریفہ

کے جناب رسول اللہ ﷺ مصداق نہیں ہیں جو قطعاً کفر ہے۔

خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا (اربعین ۳:۳۶، روحانی خزائن ۱۷:۴۲۶)

اور اگر کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعوی بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعۃ ہو گیا، پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی اور نہی بھی ہیں۔ مثلاً یہ الہام ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَذْكٰى لَهُمْ﴾ (کہہ دے ایمان والوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامے رکھیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستھرائی ہے، ان کے لئے (ترجمہ ناقل کی جانب سے ہے)

یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى، صُحُفِ إِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى﴾ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے، اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی (اربعین نمبر ۴ ص ۶، روحانی خزائن ۱۷:۴۳۵، ۴۳۶)

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدائے تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی عبارت ہے۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا، إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا اور جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح علیہ السلام کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے (حاشیہ اربعین ص۴، روحانی خزائن ۱۷:۴۴۵)

اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوی کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں (اعجاز احمدی ص ۳۰، روحانی خزائن ۱۹:۱۴۰)

دعووں کا طومار

مرزا نے طرح طرح کے دعوے کئے ہیں۔ بطور مثال چند دعاوی یہ ہیں:

میں مسیح موعود ہوں (ازالۃ الاوہام ص ۶۸۶، روحانی خزائن ۳:۴۷۰) مثیل مسیح ہوں (تبلیغ رسالت ۱۰:۲۱) مہدی ہوں (خطبہ الہامیہ ۱۶:۲۴) رجل فارسی ہوں (ایام الصلح ص ۷۰، روحانی خزائن ۱۴:۳۰۴) کرشن اوتار ہوں (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳، روحانی خزائن ۲۰:۲۲۸) خاتم الانبیاء ہوں (ایک غلطی کا ازالہ، ضمیمہ النبوہ فی الاسلام ص ۱۰۸) ذوالقرنین ہوں (نصرۃ الحق ص ۹۰) تمام انبیاء کا مظہر ہوں (نصرۃ الحق ص ۹۰) تمام انبیاء سے افضل ہوں (درثمین فارسی ص ۲۸۷) احمد مختار ہوں (درثمین ص ۹۰) اسمہ احمد کا میں ہی مصداق ہوں (القول الفصل بحوالہ ازالۃ الاوہام ص ۶۷۳) میکائیل ہوں (حاشیہ اربعین ص ۴، ۱۵) بیت اللہ ہوں (اربعین ص ۴، ۱۵، روحانی خزائن ۱۷:۴۴۵) محیی ہوں، زندہ کرنے والا

(خطبہ الہامیہ ص ۲۳) ممیت ہوں، مارنے والا (خطبہ الہامیہ ص ۲۳)

انبیاء علیہم السلام کی توہین

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دونگا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعوی ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت کم نبی ایسے آئے ہیں جنھوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶، روحانی خزائن ۲۲:۵۷۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی ہے کہ وہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہے، لکھتا ہے:

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا روان کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی کے باقی تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶، روحانی خزائن ۲۲:۵۷۴)

یہاں عبارت مذکورہ میں جو استثناء ہے یہ صرف دکھانے کے لئے ہے ورنہ حقیقت میں اس نے نبی اکرم ﷺ پر بھی اپنی فضیلت کو ظاہر کیا ہے اس کا تذکرہ آگے کرونگا۔

پس ظاہر ہے کہ جو شخص ان تمام متفرق ہدایتوں کو اپنے اندر جمع کر لے گا، اس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائے گا اور تمام نبیوں سے افضل ہوگا (چشمہ مسیحی ص ۴۰)

تكدر ماء السابقين وعيننا إلى آخر الأيام لاتكدر (اعجاز احمدی ص ۶)	گذشتہ انبیاء کے سر چشمے گندے ہو گئے اور ہمارا (مرزا کا چشمہ) قیامت تک گندا نہیں ہوگا۔
إن قدمي هذه على منارة ختم عليها كل رفعة (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)	یہ میرا قدم ایک مینار پر ہے کہ اس پر ہر بلندی ختم ہو گئی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت نوح علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷، روحانی خزائن ۲۲:۵۷۵)

اہانت حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے (نور القرآن حاشیہ ص ۱۹، روحانی خزائن ۹:۳۵۳)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے فضائل و معجزات اور ان کی حیات جسمانی کا ذکر فرمایا ہے، انگریز کے قانون اور اس کی پولیس کی حفاظت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف نیا عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے تھے اور آنے والے مسیح میں ہوں۔ دعوی مسیحیت کی رقابت کے باعث مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین اور تذلیل کے لئے بہتان طرازی اور افتراء پردازی کا ایسا ریکارڈ قائم کیا کہ جس نے یہودیوں کے بہتان عظیم کو بھی مات کر دیا۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: آپ (یسوع مسیح) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ۔ روحانی خزائن ۱۱:۲۹۱)

ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں (نور القرآن ۲:۱۹، روحانی خزائن ۹:۳۹۴)

ایک مرتبہ یسوع کے چاروں حقیقی بھائیوں نے اس وقت کی گورنمنٹ میں درخواست بھی دی تھی کہ یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے اس کا کوئی بندوبست کیا جاوے یعنی عدالت کے جیل خانہ میں داخل کیا جاوے (روحانی خزائن ۱۰:۲۹۵)

تو یسوع سے زیادہ دنیا میں کوئی بھی کذاب نہیں گذرا۔ یسوع صاحب کا یہ قول کہ میں خدا کی ہیکل کو ڈھا سکتا ہوں اور میں تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں یہی وہ قول ہے جس کو توریہ کہتے ہیں (نور القرآن ص ۳۰، روحانی خزائن ۹:۴۰۵)

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح ص ۶۵ حاشیہ، روحانی خزائن ۱۹:۷۱)

میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا (دیویو آف ریلیجنز ۱:۱۲۴)

آپ (یسوع مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷۰ حاشیہ، روحانی خزائن ۱۱:۲۱۹)

ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ کسی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ

پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی بیوی سے
نازوادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہونگے، اور شہوت کے جوش نے
پورے طور پر کام کیا ہو گیا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے بھی نکلا کہ اے حرام کار عورت
مجھ سے دور رہ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی اور
زناکاری میں سارے شہر میں مشہور تھی (نورالقرآن نمبر۲ ص:۲۷:۲۸۷)

کس قدر جرأت ہے کہ ایک جلیل القدر نبی کی شان میں اس طرح گستاخی کرتے
ہوئے مرزا غلام احمد کو ذرا بھی جھجک محسوس نہیں ہوئی، برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس
میں ہوتا ہے۔ محولہ بالا عبارت میں مرزا قادیانی نے جو طبعی خباثت کا اظہار کیا ہے،
ہمارا دعوی ہے کہ اس عبارت کے مکروہ الفاظ اصل انجیل میں تو کیا موجودہ محرف انجیل
میں بھی نہیں ہیں، مرزا قادیانی نے یسوع اور انجیل کا نام لیکر دل کی بھڑاس نکالی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے توہین آمیز الفاظ جنہیں اس نے جلی حروف میں لکھا ہے:

(۱) گویا بغل میں ہے (۲) گود میں تماشہ کر رہی ہے (۳) یسوع صاحب حالت وجد
میں بیٹھے ہیں (۴) خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے
(۵) یسوع کی شہوت، وغیرہ حیا سوز الفاظ اناجیل میں ہرگز نہیں، مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ
کے برگزیدہ اور پیارے رسول کی شان میں توہین کر کے اپنی طبعی خباثت کو ظاہر کیا ہے۔

مزید گندگی پھیلاتا ہوا لکھتا ہے:

ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ)

یہ بھی یاد رکھئے کہ آپ یسوع کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز
کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب تالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا
یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں (ضمیمہ
انجام آتھم ص۶ حاشیہ)

اور آپ (یسوع مسیح) کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا (ضمیمہ انجام آتھم ۷)

معجزات حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار

مرزا قادیانی لکھتا ہے: اور بموجب بیان یہودیوں کے اس یسوع مسیح سے کوئی
نہیں ہوا محض فریب اور مکر تھا (چشمہ مسیحی ۸)

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ
سے کوئی معجزہ نہیں ہوا (ضمیمہ انجام آتھم ۶ حاشیہ)

مسیح کے معجزات اور پیشین گوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں
میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے
ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا (ازالہ الاوہام طبع پنجم) ممکن ہے
کہ آپ یسوع مسیح نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی
بیماری کا علاج کیا ہو، مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس میں
بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال
کرتے ہونگے، اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی
تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب
کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہ تھا (ضمیمہ انجام آتھم ۷ حاشیہ)

حضرت مسیح پر فضیلت

لکھتا ہے: خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا ہے جو اس سے پہلے مسیح سے
اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا ہے، (دافع
البلاء ص۱۳) خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام
شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقت الوحی ص ۱۴۸)

پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنی تئیں افضل قرار دیتے ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵)

ابن مریم کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے (دافع البلاء ص ۲۰)

اس عظیم الشان نبی سے افضلیت کا دعوی ہے جو صاحب شریعت اور صاحب معجزات تھے، اللہ تعالیٰ نے جن کے فضائل وکمالات قرآن مجید میں متعدد مقامات میں بیان فرمائے ہیں:

مرزا قادیانی لکھتا ہے: وہ مسیح ایک خاص قوم کے لئے آیا اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا، ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا اس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ بڑھ گیا (اتمام الحجۃ لاہوری ص ۳۲)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

وہ مسیح ابن مریم ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا، مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز تولد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا (براہین احمدیہ ص ۳۲۹) نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہ گار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحات جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بچپن کے زمانے میں جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اٹھائیں اور بہت حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرف کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آئی۔ وجہ یہ ہے کہ (وہ خدائی) پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ہے ابدی ہے اور غیر فانی

ہے۔ اور موت اس پر جائز نہیں ایسا بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو مہینہ پورا کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے (ست بچن ص ۱۷۳، ۱۷۴)

مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ سے ہیں ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ دے سکے (نور القرآن حصہ دوم ص ۱۱)

ہم نے بطور نمونہ مرزا غلام احمد قادیانی کی چند دلآزار اور توہین آمیز عبارات نقل کی ہیں کہ جن میں مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے سچے رسول حضرت مسیح علیہ السلام فداہ ابی وامی کی انتہائی تذلیل کی اور ان کی ذات گرامی کے متعلق بہتانات وافتراء کی اشاعت کی ہے۔ رقابت کی وجہ سے مرزا قادیانی کا دل ودماغ حضرت مسیح علیہ السلام کے بغض سے لبریز تھا اس لئے اس نے ان کی مقدس ومطہر ہستی کی طرف شراب پینے اور خنزیر کھانے تک کی نسبت کر دی۔ معاذ اللہ، استغفر اللہ۔

مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آسمان سے تشریف لانے کے بعد سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہونگے، جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات ثابت ہے۔ حضرت شیخ محی الدین عربی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے:

وإن عیسیٰ علیه السلام إذا	اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہونگے تو وہ
نزل مایحکم إلا بشریعة	صرف نبی کریم ﷺ ہی کی شریعت کے مطابق
محمد صلی الله علیه وسلم	فیصلہ کریں گے (فتوحات مکیہ جلد اول ص: ۱۴۰، ۱۵)

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

و كذالك عيسىٰ عليه السلام إذا نزل إلى الأرض لايحكم فينا إلاّ بشريعة نبينا صلى الله عليه وسلم

اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونگے، تو ہمارے نبی محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کریں گے۔

(الیواقیت الجواہر ۲:۳۸)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے:

حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود، علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہونگے تو آخری رسول حضرت نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل فرمائیں گے؟

(مکتوبات شریف جلد ثالث، مکتوب ہفتد ہم ص ۲۷)

مرزا غلام احمد کی تحریرات سے توہین حضرت مسیح علیہ السلام کی عبارت پیش کی جاتی ہیں، تو امت مرزائیہ اپنے قادیانی مسیح موعود کو توہین مسیح علیہ السلام سے بچانے کے لئے مندرجہ ذیل فریب دیتے ہیں

پہلا فریب

مسیح موعود (مرزا غلام احمد ناقل) نے عیسائیوں کے بالمقابل انجیل یسوع کے متعلق قدرے سخت الفاظ تحریر کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں کوئی سخت لفظ استعمال نہیں کیا۔

جواب: یسوع مسیح علیہ السلام ایک ہی برگزیدہ ہستی کا اسم گرامی ہے عیسائی انہیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ہم مسلمان انہیں اللہ تعالیٰ کا نبی ورسول مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قالت النصاری المسیح بن اللہ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ آیت ۳۰)

عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے کیا انہیں مسیح علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں عیسائی خدا کا بیٹا نہیں کہتے؟ کیا انہیں مسیح علیہ السلام کو ثالث ثلثہ نہیں مانتے؟

مرزا غلام احمد نے ہندوستان، اور انگلستان کی فرماں روا ملکہ وکٹوریہ کو عاجزانہ اور خادمانہ انداز میں عرضداشت بھیجی تھی جسے تحفہ قیصرہ کے نام سے شائع کیا تھا اس میں

جناب یسوع کو دائمی پیارے وغیرہ القاب سے یاد کیا۔ یہ ہے ایک متنبی کی چاپلوسی اور خوشامد مذکورہ بالا عبارت میں خود مرزا قادیانی نے بھی اقرار کیا کہ انجیلی یسوع اور حضرت علیہ السلام ایک ہی برگزیدہ نبی کا نام ہے۔

دوسرا فریب

مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے اسی یسوع کے متعلق سخت الفاظ لکھے ہیں جس نے خدائی کا دعوی کیا تھا۔

جواب: جناب یسوع مسیح کی نسبت کذب بیانی کی انتہاء ہے کہ انھوں نے الوہیت یا ابنیت کا دعوی کیا تھا، مرزا نے خود لکھا ہے کہ حضرت مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہیں ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء جوان پر کیا گیا وہ یہی ہے (تحفہ قیصرہ ص ۱۶)

تیسرا فریب

مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے بائبل کے حوالوں سے یسوع کی پوزیشن واضح کی ہے۔

جواب: قادیانی ایک بات پر قائم نہیں رہتا۔ بات بات پر پینترا بدلتا ہے کبھی لکھتا ہے کہ مرزا نے خیالی اور فرضی یسوع کے متعلق لکھا ہے کبھی کہتا ہے کہ اس نے بائبل کے حوالجات سے یسوع کی حقیقت بیان کی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ یہودیوں کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ کبھی بتاتا ہے کہ الزامی جواب دیا گیا ہے اس کو کسی ایک جواب پر اطمینان نہیں۔ سچ ہے کہ حق سے روگردانی کرنے والوں کو ہر قدم پر ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں۔ بائبل کا نام لیکر اللہ تعالیٰ کے نبی کی توہین قادیانی نبوت کا شاہکار ہے۔ بائبل کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے:

سچ بات تو یہ ہے کہ وہ کتابیں تورات وانجیل آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ردّی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ ان میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں۔ چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے

(چشمہ معرفت دوسرا حصہ ص ۲۵۵)

قرآن نے انجیل اور تورات کو محرف ومبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے (دافع البلاء ص ۱۹) غرض یہ چاروں انجلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی پیروی میں کچھ بھی برکت نہیں۔ خدا کا جلال اس شخص کو ہرگز نہیں ملتا جو ان انجیلوں کی پیروی کرتا ہے، بلکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کو بدنام کر رہی ہیں (تریاق القلوب ص ۱۳)

ثابت ہوا کہ بقول مرزا قادیانی بائبل محرف ومبدل ہے اور حضرت مسیح کو بدنام کرنے والی ہے، اس لئے اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات گرامی کے لئے حجت قرار دینا محض دھوکا اور فریب ہے۔

چوتھا فریب

مسیح موعود مرزا غلام احمد نے یہودیوں کے اعتراض نقل کئے ہیں جیسا کہ اس فاضل یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشن گوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں بلکہ وہ ایسے اعتراض ہیں کہ ان کا ہمیں بھی جواب نہیں آتا (اعجاز احمدی ص ۵)

جواب: یہ مرزائیوں کا عذر گناہ بدتر از گناہ ہے اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی کے متعلق یہودیوں کے اعتراضات نقل کرنے سے مرزا کا مقصد حضرت مسیح علیہ السلام کی تنقیص واہانت تھی جیسا کہ مرزا محمود نے لکھا ہے:

کسی کو گالی دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے حرام زادہ نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرام زادہ کہتا ہے۔ یہ بھی گالی ہوگی۔ جو اس نے دوسرے کو دی۔ گو دوسرے کی زبان سے دلائی (احرار کو مباہلہ کا چیلنج ص ۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتبار نہیں (اعجاز احمدی ص ۲۵)

پانچواں فریب

مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے حضرت مریم صدیقہ کی والدہ کے بارے میں ہرگز ایسا نہیں کہا بلکہ اس خاندان کی دور کی تین عورتیں، تمر را حساب اور بنت سبع کا ناگفتہ بہ ذکر کیا ہے مگر نہ از خود بلکہ بائبل کے حوالہ سے۔

جواب: کس قدر دجل وفریب ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کی تذلیل کرنے کے لئے بائبل کی پناہ لی جا رہی ہے قادیانی بتائیں کیا ایک نبی کی تذلیل کی غرض سے محرف ومبدل کتاب کے توہین آمیز حوالے کی تصدیق وتوثیق کفر بواح نہیں ہے؟ مرزا قادیانی (غلام احمد) نے انبیاء علیہ السلام کے حسب ونسب کے متعلق لکھا ہے:

اور خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذو نسب ہوں تا کہ لوگوں کو ان کی کمی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہوں، اسی طرح خدا کی سنت اس کے نبیوں میں ہے جو قدیم زمانہ سے جاری ہے پس ڈرو اور دیکھو (اعجاز احمدی ص ۱۷ اردو ترجمہ)

جب مرزا قادیانی کے پیش نظر تمام انبیاء علیہم السلام کا نسب اعلیٰ اور بے داغ ہوتا ہے اور اس کی تحریر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کنجریاں تھیں تو نتیجہ صاف ہے کہ بقول مرزا حضرت مسیح علیہ السلام نبی نہ تھے، اگر مرزا غلام حضرت مسیح علیہ السلام کی تین دادیوں اور نانیوں کو زانیہ عورتیں سمجھتا تھا، تو معاذ اللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت ثابت نہیں ہوتی، اور اگر یہ بائبل کا اتہام وبہتان تھا تو مرزا نے اس کی تردید کیوں نہ کی؟ بلکہ توثیق کی ہے جیسا کہ اس نے لکھا ہے،

"اس سے عجیب تر یہ کہ کفارہ: یسوع کی دادیوں اور نانیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا حالانکہ ان کی بدکاریوں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا" (ست بچن ص ۱۴۸)

چھٹا فریب

مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے جو یسوع مسیح کی دو حقیقی بہنوں کا ذکر کیا ہے یہاں حقیقی: مجازی یا محض روحانی ﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ کے بالمقابل ہے نہ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سب کا ایک ہی باپ اور ایک

ہی ماں تھی۔

جواب: یہ مرزائیوں کا بہت بڑا دجل وفریب ہے۔ مرزا قادیانی کی عبارت میں حقیقی بہنیں مجازی یا محض روحانی کے مقابل نہیں بلکہ جسمانی اور ایک ماں باپ کی اولاد مراد ہے۔

مرزا غلام احمد نے خود تصریح کی ہے:

یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں (کشتی نوح ص ۱۶ حاشیہ)

ثابت ہوا کہ مرزا نے حقیقی بہنیں بھائیوں کی اصطلاح اخیافی اور علاتی کے مقابلہ پر استعمال کی ہے نہ کہ مجازی یا روحانی کے مقابلہ پر۔

ساتواں فریب مسیح موعود نے (مرزا غلام احمد) جو یسوع کے متعلق چند سخت الفاظ تحریر کئے ہیں تو ان سے پہلے مولانا رحمت اللہ صاحب اور مولانا آل حسن صاحب نے بھی عیسائیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے یسوع مسیح کے متعلق بعض ایسے ہی سخت الفاظ لکھے ہیں۔

جواب: اگر بالفرض ان حضرات کے ایسے ہی سخت الفاظ ہوں تو بھی وہ مرزا قادیانی کے لئے وجہ جواز نہیں ہو سکتے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اکابرین امت کے متعلق تحریر کیا ہے۔

ہمارے مخالف سخت شرمندہ اور لاجواب ہو کر آخر کو یہ عذر پیش کر دیتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں نہیں سوچتے کہ وہ بزرگ معصوم نہ تھے بلکہ جیسا کہ یہودیوں کے بزرگوں نے پیشین گوئیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ان بزرگوں نے بھی ٹھوکر کھائی ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۲۴)

مرزا نے تسلیم کیا ہے کہ بزرگان امت معصوم نہ تھے اور انھوں نے یہودیوں کی طرح ٹھوکر کھائی لیکن مرزائی قادیانی نبی کو معصوم سمجھتے ہونگے۔ پس مرزائی بتائیں کہ ان کے نبی نے یہود کی پناہ کیوں لی؟ یہود کے نقش قدم پر کیوں چلا؟ اچھا مسیح موعود

ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کا طریق تبلیغ چھوڑ کر بقول خود یہودیوں کے پیروی کرتا ہے۔ کیا حضور نبی سرور کائنات ﷺ نے عیسائیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق سخت الفاظ فرمائے تھے؟

آٹھواں فریب مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے اپنی متعدد کتب وتحریرات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور انھیں نبی تسلیم کیا ہے، ظاہر ہے کہ جس کی تعریف کی جائے اس کی توہین نہیں کی جاسکتی۔

جواب: قادیانیوں کے مسیح موعود کی بے شمار متضاد تحریرات ہیں توحید، رسالات، ولادت حضرت مسیح علیہ السلام بلا باپ، حیات حضرت مسیح علیہ السلام، تعریف نبوت، ختم نبوت، دعوی نبوت، تعریف محدثیت، دعوی محدثیت، دعوی مسیحیت، معجزات، صداقت، بائبل، صداقت وید کونسا مسئلہ ہے جس میں مرزا نے دورنگی چال نہیں چلی، ہیرا پھیری اور تضاد سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں، حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی بتایا ہے۔ اور ان کی تعریف بھی کی ہے، ہمارا تاثر یہ ہے کہ مرزا نے تین وجوہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی تعریف کی ہے: اول: مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے۔ دوم: ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند اور برطانوی حکومت کو خوش کرنے کے لئے جیسا کہ ستارۂ قیصرہ اور تحفہ قیصرہ سے ظاہر ہے۔ سوم: اپنے آپ کو منصف مزاج ثابت کرنے کے لئے۔ جیسا کہ اس نے لکھا ہے: شریر انسانوں کا طریق یہ ہے کہ ہجو (کسی کی برائی، منجانب ناقل) کرنے کے وقت پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں گویا وہ منصف مزاج ہیں (ست بچن ص ۱۳ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے خود بتا دیا کہ کسی کی برائی بیان کرنے سے پہلے اس کی تعریف کر لی جائے تا کہ لوگ سمجھیں کہ یہ شخص منصف مزاج ہے اس نے اپنی مخالف کی خوبیاں اور برائیاں دونوں بیان کر دی ہیں اگر صرف برائیاں ہوں تو لوگ دشمنی پر محمول کریں گے۔ مرزا

قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق اپنے اسی نظریہ پر عمل کیا ہے۔

عیسائی پادریوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق سخت توہین

نواں فریب آمیز مضامین اور کتب شائع کیں تو مسیح موعود (مرزا احمد) نے ان کو جواب دیتے ہوئے الزامی طور پر یسوع کے متعلق سخت الفاظ لکھے۔

جواب: مرزا غلام احمد کا الزاماً بدزبانی اور گالیاں دینے کا طریق قرآن وسنت کے خلاف ہے قرآن مجید شاہد ہے کہ یہود ونصاریٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو جادوگر اور کاذب کہا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یا حضور نبی کریم ﷺ نے حدیث میں الزاماً حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی سخت الفاظ استعمال نہیں کیا۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں ویسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں (تریاق القلوب ص ۳۰۹)

قادیانیو! تمہارے مسیح موعود نے عیسائیوں کے مقابل حضرت مسیح علیہ السلام کی شان اقدس کے متعلق بدزبانی کرکے اپنی جہالت پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ نے پادریوں اور عیسائیوں کے مقابل الزاماً مرزا غلام جیسا طرز اختیار نہیں فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ عیسائی پادری حضور ﷺ کے متعلق انتہائی بدزبانی افتراء پردازی اور کذب بیانی کا مظاہرہ کریں گے۔

دسواں فریب مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں (چشمہ مسیحی)

جواب: یہی تو ہمارا دعویٰ ہے جس کی تصدیق خود مرزا نے کردی کہ وہ یہودیوں کے نقش قدم پر چلتا رہا جس طرح ملعون یہودیوں نے حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام پر بہتان عظیم لگا کر ان کی توہین کی اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی اسی طریق پر عمل کیا۔

گیارہواں فریب مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے حضرت مریم علیہا السلام کی تعریف کی ہے اور صدیقہ لکھا ہے۔

جواب: مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا: ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے اس پر حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں کانے سلام آکہناں واں جس سے مقصود کانا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا۔ اس طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۳۲ مرتبہ مرزا بشیر احمد ایم اے پسر غلام احمد قادیانی)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی فضیلت

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ (پارہ ۲۸ التحریم ۶۶)	وہ اپنے پروردگار کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی تھی اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی۔
وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ (پارہ ۳ آل عمران ۳)	اور جس وقت ملائکہ نے کہا کہ اے مریم یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم کو چن لیا اور تم کو یقیناً پاک قرار دیا اور تم کو زمانے بھر کی عورتوں سے برگزیدہ کیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت اور چند فضائل

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ (پارہ ۶ النساء ۴، ۱۷۱)	مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ تعالیٰ کا ایک رسول ہی ہے اور اس کا کلمہ ہے جس کو اس نے مریم تک پہنچادیا اور اس کی طرف سے پیدا کی ہوئی روح ہے۔
إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ (پارہ ۳ آل عمران ۴۵)	جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے بشارت دیتا ہے اور وہ دنیا وآخرت میں بلند مرتبہ والا اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہے۔
وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا (پارہ ۱۶ مریم ۲۱)	اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ امر فیصلہ شدہ ہے۔
وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ (پارہ ۱۷ انبیاء ۲۱)	اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے (مسیح) کو تمام جہانوں کے لئے ایک معجزہ بنایا۔
إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ (پارہ ۲۵)	مسیح نہیں ہے مگر برگزیدہ بندہ جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے مثال بنایا۔
وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ (پارہ ۳ آل عمران ۳)	اور اللہ تعالیٰ مسیح کو الکتاب (قرآن) الحکمت (حدیث) اور توراۃ اور انجیل سکھائے گا

معجزات مسیح علیہ السلام

وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (پارہ ۳ البقرۃ)	اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ہم نے کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی مدد کی۔
وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصَّالِحِينَ (پارہ ۳ آل عمران ۳)	اور وہ پیدا ہوتے ہی اور کہولت میں لوگوں سے باتیں کرے گا اور وہ صالحین میں سے ہوگا۔
إِنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (پارہ ۳ آل عمران آیت ۴۹)	میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی کے پرندے کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑتا ہوا جانور ہوجاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں اگر تم مؤمن ہو تو یقیناً تمہارے لئے اس میں نشانی موجود ہے۔

مرزا کا حضور ﷺ سے مساوات بلکہ افضلیت کا دعوی

مرزا غلام احمد قادیانی کے عجیب وغریب دعاوی (نبوت ورسالت وشریعت

جدیدہ) ہی میں اس امر کی دلیل ہے کہ معاذ اللہ مرزا قادیانی حضرت سید المرسلین خاتم النّبیین ﷺ کے نہ صرف ہمرتبہ ہے بلکہ برتر و بہتر بھی ہے، لیکن مرزا نے اپنے اس کفریہ و گستاخانہ دعوی کو مجمل نہ رکھا بلکہ مفصل صاف صاف بیان کیا کہ وہ خصائص وفضائل جس کو قرآن مجید نے صرف ذات اقدس کے لئے مخصوص کر دیئے ہیں، ان سب میں مرزا انفرادی یا مشترکہ حیثیت سے حصہ دار ہے یعنی بعض محاسن وفضائل تو ایسے ہیں کہ اگرچہ اصل میں وہ محاسن صرف آنحضرت ﷺ کے ہیں مگر مرزا غلام احمد بغیر شرکت غیرے انفرادی حیثیت سے اس پر قابض ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن میں مرزا قادیانی بھی شریک ہیں۔

مثلاً بشارت اسمهٗ أحمد، اور آیت ﴿ هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ﴾ کا صحیح مصداق آنحضرت ﷺ ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد زبردستی اس وصف کو اپنے اوپر چسپاں کرتا ہے: کہتا ہے کہ حضرت ﷺ اس کا مصداق وموصوف نہیں تھے، جیسا کہ دعوی نبوت تشریعی کے بیان میں گذر چکا اور جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتائی (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰)

اور اپنے معجزات ونشانات کی تعداد تین لاکھ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۰) اور دس لاکھ (براہین احمدیہ ۶۵-۸۵) اور ساٹھ لاکھ (اعجاز احمدی ص ۱) بلکہ اتنے زیادہ کہ کسی بادشاہ کی فوج اس کے برابر نہیں ہوسکتی (اعجاز احمدی ص ۲)

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا مرتبہ (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ سے کئی گنا بلند ہے اور کہتا ہے: جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے بطور نشان صرف چاند گہن ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں گہنائے: له خسف القمر المنير وإن لی غسا القمران المشرقان أتنكر (اعجاز احمدی ص ۷)

اور مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو مدار نجات ٹھیرایا ہے اس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ آنحضرت ﷺ کی تابعداری

وفرمانبرداری باعث نجات نہیں اور نہ مرزا غلام احمد کے مقابلہ میں حضور اکرم ﷺ کی اتباع کی ضرورت ہے۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

آتانی مالم یؤت أحداً من العالمین (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷) خدا نے مجھے (مرزا کو) وہ چیز دی ہے جو جہاں کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی۔

وہ محاسن ومحامد جو حضور ﷺ کے لئے قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ میں بھی اس میں شریک ہوں یا وہ میرے ہی لئے مخصوص ہیں۔

ما رمیت إذ رمیت ولکن اللہ رمی (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۱۰:۹۷ الاستفتاء) إن الذین یبایعونك إنما یبایعون اللہ ید اللہ فوق أیدیهم، قل إنما أنا بشر مثلكم یوحی إلی أنما إلهكم إله واحد (رافع البلاء ص ۷۶) وما أرسلناك إلا رحمةً للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲) ودنی فتدلی فكان قاب قوسین أو أدنی (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۲:۸۱ الاستفتاء) سبحان الذی أسری بعبده لیلا إلخ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۸:۸۱) قل إن كنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببكم اللہ إلخ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی) آثرك علی كل شی إلخ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۶:۸۳)

نزلت سریر من السماء لكن سریرك وضع فوق كل سریر (ضمیمہ حقیقۃ الوحی) إنا فتحنا لك فتحًا مبینا لیغفر لك اللہ ماتقدم من ذنبك وما تأخر (خاتم الاستفتاء، ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۱۳:۸۴)

لولاك لما خلقت الافلاك (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۱۴:۸۰)

أراد أن یبعثك مقاماً محمودًا (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۴:۸۲)

لعلك باخع نفسك ألا یكونوا مؤمنین (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۷:۸۰)

ما كان اللہ لیعذبهم وأنت فیهم (دافع البلاء)

وما ینطق عن الهوی إن هو إلا وحی یوحی (اربعین ص ۳۲)

واتل ما أوحی إلیك من ربك (حقیقۃ الوحی ص ۷۴)

إنك بأعیننا (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۷۵)

ولنجعله آیة للناس ورحمة منّا (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۳)

وزوجنكها (دعوت قوم ص ۶۱)

الحق من ربك فلاتكونن من الممترین (دعوت قوم ص ۶۱)

واللّٰه یعصمك من الناس (دعوت قوم ص ۶۱)

إنا أرسلنا إلیكم رسولاً شاهدًا علیكم كما أرسلنا إلی فرعون رسولاً (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱)

یٰس إنك لمن المرسلین علی صراط مستقیم (حقیقۃ الوحی ۱۰۷)

إنی جاعلك للناس إمامًا (انجام آتھم ص ۷۹)

یہ تمام تر آیات قرآنیہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازل ہوئی تھیں: مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان آیات کا مصداق میں ہوں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ مرزا غلام احمد بقول خود حضرت رسول اللہ ﷺ سے جو افضل الانبیاء والرسل ہیں: بہتر و افضل ہے۔

اسی وجہ سے خلیفہ قادیان اپنے ابا جان مرزا غلام احمد کو افضل المرسلین مانتا ہے اور قادیانی اخبار الفضل جو امت مرزائیہ کا واحد ترجمان ہے، لکھتا ہے کہ انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا) کے خادموں میں پیدا ہونگے (۱۲ جون ۱۹۲۸ء کالم ۳ ص ۱۵)

ایسا شخص جو تمام انبیاء اور سید الانبیاء وافضل الرسل ﷺ کی ذات اقدس پر ایسے ناپاک حملے کر کے نبوت وشان رسالت کے مٹانے میں سعی لاحاصل کر رہا ہو وہ شریعت اسلامیہ کے نزدیک کافر بلکہ ڈبل کافر اور واجب القتل ہے اس لئے مرزا غلام احمد اور اس کی امت وذریت اس فعل شنیع کی بدولت کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔

مسلمانو! اگر کوئی ہندو حضور ﷺ کی عزت وآبرو پر کوئی ناپاک حملہ کرتا ہے تو تم

ضبط وتحمل کی چادر کو ریزہ ریزہ کر دیتے ہو اور اس کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہو، لیکن اسی آسمان کے نیچے مرزائیت وقادیانیت کے ہاتھوں تمام انبیاء اور افضل الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتضحیک ہو رہی ہے مگر تمہاری غیرت وحمیت میں اس قدر بھی حرارت پیدا نہیں ہوتی کہ تم ان قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کر کے خدا کی اس وسیع زمین کو ان پر تنگ کر دو، اور بتا دو کہ دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والوں کی کم سے کم یہ سزا ہے۔

قرآن مجید کی حرمت وحفاظت پر ناپاک حملہ

اگرچہ مرزا غلام احمد نے اپنے دعاوی باطلہ کی وجہ سے قرآن شریف کا انکار کر کے اس کی عزت وحرمت پر بہت کچھ حملے کئے ہیں مگر اس کو اس پر صبر نہ آیا تو صاف صاف یوں کہا کہ:

میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہو گئی ہیں (ازالۃ الاوہام ص ۳۷۱)

اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے ان فقرات کو پڑھا: إنّا أنزلناه قریبًا من القادیان تو میں نے سنکر نہایت تعجب سے کہا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے تب انھوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہاں واقعی طور پر درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کہ سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا (ازالہ کلاں حاشیہ ص ۳۲)

قرآن مجید جس طرح حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوا تھا بعینہ اسی طرح بغیر کسی تغیر

وتبدل کے اب تک محفوظ و مامون ہے اور قیامت تک بحفاظت باقی رہے گا اور ہر قسم کی غلطیوں اور تحریفوں سے منزہ ومبرا ہے اور رہے گا حتی کہ کسی مفسر کی تفسیری غلطیوں سے بھی اس میں غلطی کا امکان محال ہے وہ ایک ایسا خورشید درخشاں ہے جو گرد وغبار سے دھندلا نہیں ہوسکتا، بایں ہمہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ میں اس کی غلطیاں درست کرنے کے لئے آیا ہوں کیا اس میں یہ تحریفی عبارت **إنا أنزلناهُ قريبًا من القاديان** بڑھانا: سراسر کفر اور قرآن عظیم کی تحریف وتوہین نہیں ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قرآن شریف میں نہ تو قادیان کا نام درج ہے اور نہ **إنا أنزلناه قريبًا من القاديان** موجود ہے اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مرزا غلام احمد کے الہامات کفریہ اور شیطانی ہیں اور خود مرزا غلام احمد پکا کافر اور نمبری جھوٹا تھا، کوئی قادیانی لاہوری محمودی تیماپوری، اروپی، نبی بخشی، معراجکی، گناہ چوری، جنگا بنگوی ہے جو مرزا غلام احمد کے مندرجہ بالا الہام کو واقعات ومشاہدات کی روشنی میں صحیح ثابت کر کے اپنی نمک حلالی کا ثبوت دے؟ اسی وجہ سے امت مرزائیہ کی نگاہوں میں قرآن کریم کا وقار واحترام باقی نہیں رہا۔ مرزائیوں کا حکیم الامت حکیم نورالدین خلیفہ اول لکھتا ہے: ناپاکی اور جنابت کی حالت میں قرآن شریف پڑھنا جائز ہے اور لکھتا ہے کہ جنبی بحالت جنابت درود واستغفار بلکہ قرآن بھی پڑھ سکتا ہے (فتاوی احمدیہ ۱:۸)

لطف یہ ہے کہ حکیم نورالدین اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ پر لکھتا ہے کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا جائز نہیں، گویا مرزائی شریعت میں قرآن عزیز کا مرتبہ واعزاز مسجد سے کم اور گرا ہوا ہے۔

مرزائیت کے گرو (حکیم نورالدین) اور مہا گرو (مرزا غلام احمد) نے قرآن مجید کے ساتھ جو تلعب وتوہین آمیز طریقہ روا رکھا ہے اس کو منتقم حقیقی جل شانہ کی غیرت وحلم برداشت نہ کرسکی، اور اس نے مرزا غلام احمد (جو کلام اللہ کی غلطیاں نکالنے آیا تھا) کے قوت حافظہ کو سلب کر کے نسیان وفراموشی کی بھول بھلیاں میں پہنچا دیا۔ جیسا کہ خود

مرزا غلام احمد کو اقرار ہے کہ:

حافظہ اچھا نہیں، یاد نہیں رہا (ریویو ماہ اپریل ۱۹۰۳ء حاشیہ ص ۱۵۳) اور مجھے مراق ہے (ریویو اگست ۱۹۲۶ء)

مرزائیو! کیا مراقی ونسیانی بھی نبی ہوتے ہیں؟ ایسا بھلکڑ نبی تمہیں مبارک! چنانچہ اس مراق ونسیان کا یا خدائی انتقام کا یہ اثر ہوا کہ مرزا غلام احمد نے اپنی مصنفات کے اکثر وبیشتر مقامات میں آیات قرآنی غلط لکھ کر اپنی نبوت ودعاوی باطلہ کو اپنے ہی ہاتھوں دفن کر دیا اور لطف یہ کہ مرزا غلام احمد کی وہ نمک خوار امت جو نبوت مرزا کے ثبوت میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے میں جان ومال صرف کرنے کو تیار ہے، اس کو آج تک ان آیات کی تصحیح کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اب تک یکے بعد دیگرے طباعت واشاعت کے بعد بھی وہ غلطیاں موجود ہیں چونکہ گرو اور چیلا دونوں کی نگاہوں میں قرآن مجید کی عظمت وحرمت باقی نہیں اس لئے ان کی صحت وحفاظت کی خدمت قدرتی طور پر چھین لی گئی، عبرت! عبرت! سچ ہے کہ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔

اب کتب مرزا غلام احمد قادیانی سے وہ آیات قرآنی لکھتا ہوں جو مرزا غلام احمد نے غلط لکھی ہیں اور آج تک لکھی ہوئی ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرما کر مرزائی نبوت کی داد دیں۔

الفاظ مرزا قادیانی:

وإن كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم، تفعلوا ولن تفعلوا (سرچشم آریہ حاشیہ ص ۱۰، براہین احمدیہ ص ۳۹۵، ۳۹۶، ۵۴۶، نورالحق ۱:۱۰۹)

آیت قرآنی:

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَ كُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ

تَفْعَلُوْا (پارہ اول سورۂ بقرہ رکوع ۳)

الفاظ قادیانی:

قل لئن اجتمعت الجن و الأنس علی أن یأتوا (سرچشمہ آریہ ص ۱۰، نورالحق ۱:۱۰۹)

آیت قرآنی:

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا.

الفاظ قادیانی:

انزل ذکرا ورسولاً (ایام الصلح ص ۸۰)

آیت قرآنی:

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ آیَاتِ اللّٰهِ (پارہ ۲۸ سورۃ الطلاق)

الفاظ قادیانی:

آمنت بالذی آمنت به بنو إسرائیل (اربعین ص ۳۵، سراج منیر حاشیہ ۲۹)

آیت قرانی:

آمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ (پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۱۴)

الفاظ قادیانی:

یوم یاتی ربك فی ظلل من الغمام (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴)

آیت قرآنی:

هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ (سورہ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۹)

الفاظ قادیانی:

جادلهم بالحكمة و الموعظة الحسنة (نورالحق ص ۱، ۴۲، تبلیغ رسالت ۳:۱۹۴-۱۹۵)

آیت قرآنی:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ

هِیَ اَحْسَنُ (پارہ ۱۴، سورۂ نحل)

اس کے علاوہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۸۹، ایام الصلح اردو ص ۶۱، ازالہ ۱:۴۰۷ میں آیات قرآنیہ غلط لکھی ہیں۔ ایسے غلط گو وغلط کار انسان کے عجیب وغریب دعاوی پر وہی شخص کان دھر سکتا ہے جو خود گمراہیوں کی وادیوں میں گم ہو، اللہ اکبر اس غلط کاری وغلط گوئی کے باوجود ادعائے نبوت ورسالت!

احادیث نبوی ﷺ کی توہین

اب احادیث شریفہ کے بارے میں جناب کی بکواس ملاحظہ فرمائیں:

(۱) جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰)

(۲) اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں (اعجاز احمدی ص ۳۰)

(۳) ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حکم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے، اور ان کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے (اعجاز احمدی ص ۴۸)

مرزا محمود خلیفہ قادیانی کی شہادت: لکھتا ہے: حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا ہے کہ تمہاری حدیثوں کی میرے قول کے مقابل میں کیا حقیقت ہے؟ مسیح موعود اگر ہزار حدیثوں کو غلط قرار دے تو وہ ایسا کر سکتا ہے وہ خدا کے نور سے حاصل کرتا ہے اور احادیث انسانی روایت ہے (الفضل ۳ جولائی ۱۹۳۰ء ص ۹)

فرمائیے کیا یہ احادیث کا توہین آمیز انکار نہیں؟ اور کیا یہ حضور ﷺ کی عظمت پر حملہ نہیں ہے؟ بیشک ہے اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی معہ اپنے بال وپر اور جملہ اذناب واذیال کافر ومرتد واسلام سے خارج ہے۔

ملائکہ کے وجود سے انکار

شریعت اسلامیہ فرشتوں کے وجود کو نہ صرف تسلیم کرتی ہے بلکہ جزو ایمان قرار دیتی ہے اور قرآن کریم میں ان کے وجود کے ساتھ نزول وصعود (اترنے چڑھنے) وکارہائے دنیا کے نظم وانتظام کرنے کو صاف لفظوں میں بیان کیا گیا بلکہ اس سے بڑھ کر مزید شرف ملائکہ کو یہ عطا کیا گیا ہے کہ ان کی دشمنی وعداوت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دشمنی وعداوت قرار دی ہے۔ ذیل کے حوالوں سے ملائکہ کے وجود نزول وتقرب کا اندازہ کیجئے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ (پارہ اول سورہ بقرہ)

مَنْ كَانَ عَدُوًّ لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِيْنَ.

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا (سورۂ ہود)

إِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِيْنَ (سورۂ آل عمران)

ان آیات قرآنیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرزا غلام احمد کے اقوال ملاحظہ فرمائے:

ملک الموت زمین پر نہیں اترتا (توضیح المرام) ملائکہ اپنے وجود کے ساتھ کبھی زمین پر نہیں اترتے (توضیح المرام ص۵۲) وہ نفوس نورانیہ (ملائکہ) کواکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اور ان سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہیں ہوسکتے (توضیح المرام ص۵۳)

ان ملائکہ کو نفوس کواکب سے بھی نامزد کرسکتے ہیں (کتاب مذکور ص۵۵) بلاشبہ ان نفوس نورانیہ (ملائکہ اللہ) کا اس میں بھی دخل ہے اسی دخل کی رو سے شریعت غرّا نے استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں ملائکہ کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر قرار دیا ہے (توضیح مرام ص۵۵)

مرزا پر نزول جبرئیل علیہ السلام

وہ عقائد جو مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ اور جدا کرتے ہیں ان میں سے ایک عقیدہ مرزا غلام احمد پر جبرئیل امین علیہ السلام کے نزول کا بھی ہے۔ تمام مسلمانوں کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ سرور کائنات علیہ السلام کے ملاء اعلیٰ کے پاس منتقل ہوجانے کے بعد جبرئیل امین کسی کے لئے وحی لیکر نازل نہیں ہوئے، اور نہ ہونگے، ادھر مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ اور مرزا غلام احمد کا فرزند مرزا محمود کہتا ہے: میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے۔ اُس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبرئیل نازل نہیں ہوتا میں نے کہا یہ غلط ہے، میرے ابا جان پر تو نازل ہوتا ہے مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرئیل نہیں آتا کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کتاب میں غلط لکھا ہے جبرئیل اب بھی آتا ہے (الفضل قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء)

خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

آمد نزدمن جبرئیل علیہ السلام ومرا برگزیدہ وگردش داد انگشت خود مرا اشارہ کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت (مواہب الرحمٰن ص۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد)

یعنی میرے پاس جبرئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔

اور مرزائی صرف یہی عقیدہ نہیں رکھتے کہ جبرئیل امین علیہ السلام مرزا غلام احمد پر نازل ہوتے تھے، بلکہ ان کا نظریہ یہ بھی ہے کہ وہ وحی یا کلام ربانی لیکر نازل ہوتے تھے۔ بالکل اسی طرح کی وحی اور اسی طرح کا کلام جس طرح کا سرور عالم ﷺ پر نازل ہوا کرتا

تھا اس لئے غلام احمد قادیانی پر نازل شدہ وحی کو ماننا بھی اسی طرح ضروری اور لازمی ہے جس طرح قرآن حکیم کو ماننا ضروری تھا، چنانچہ مرزائی قاضی محمد یوسف قادیانی لکھتا ہے: حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) اپنی وحی اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا۔ جب کہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو یہ شان بھی صرف انبیاء کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جاوے۔ حضرت محمد ﷺ کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہ حضرت احمد (مرزا قادیانی) علیہ السلام کو ملا، پس یہ امر بھی آپ (مرزا قادیانی) کی نبوت کی دلیل ہے (النبوۃ فی الہام ص ۲۶ قاضی یوسف)

اور خود غلام احمد قادیانی کہتا ہے: میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں (حقیقۃ الوحی)

نیز مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن حکیم پر ہے۔ (تبلیغ رسالت ۲:۶۴)

حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے:

قد انقطع الوحی وتم الدین أو ینقص وأناحیٌ رواہ النسائی بھذا اللفظ ومعناہ فی الصحیحین (الریاض النضرۃ ۱:۹۸ وتاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۹۴)

اب وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین الٰہی تمام ہو چکا ہے۔ کیا میری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہو جائے گا؟

نیز صدیق اکبر نے فرمایا:

الیوم فقدنا الوحی ومن عند اللہ عزّوجل الکلام رواہ أبو اسماعیل

الھروی فی دلائل التوحید (کنزل العمال ۴:۵۰)

آج ہم وحی کو اور خدا کی طرف سے کلام کو گم کر چکے ہیں۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد وحی کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند ہو چکا ہے اور صحابہ کے زمانہ سے آج تک تمام مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

معراج النبی ﷺ کا انکار

اسراء و معراج کا واقعہ: قرآن و حدیث سے قطعی طور پر ثابت ہے، اس میں ادنی شک کی گنجائش نہیں۔ اور جمہور اہل سنت کے نزدیک: حضور ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی ہے، محض روحانی نہیں۔ تفصیل مطولات میں ہے۔

مگر مرزا قادیانی معراج جسمانی کا انکار کرتا ہے۔ ملفوظات احمدیہ (۹:۴۵۹) میں ہے: ''حضرتِ اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ ''معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ مگنے موتنے والا وجود تو نہ تھا''

یہ انداز نہ صرف معراج جسمانی کا انکار ہے، بلکہ شانِ رسالت میں بڑی گستاخی بھی ہے۔

قادیان کا رتبہ

جہاں متنبّی قادیانی پیدا ہوا اب اس بستی کے بارے میں ان کے عقائد کا ذکر کرونگا کہ ان کے نزدیک یہ بستی مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کی مانند بلکہ ان سے بھی افضل ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی زمین زمین حرم ہے، اس میں شعائر اللہ ہیں اور وہاں تجلیات و برکات ربانی کا نزول ہوتا ہے اور اس میں ایک ایسا قطعہ زمین بھی ہے جو حقیقۃ جنت کا ٹکڑا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں ایک ایسا مقبرہ ہے جہاں خود حضور ﷺ سلام

پڑھتے ہیں، نیز مساجد قادیان مسجد نبوی مسجد حرام اور مسجد اقصی کا مقابلہ کرتی ہیں۔ بلکہ یہ پوری کی پوری بستی ہی مسلمانوں کے قبلہ وکعبہ کی ہمسر ہے۔ چنانچہ ایک دریدہ دہن مرزائی اخبار الفضل میں لکھتا ہے:

قادیان کیا ہے وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ اور مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ قادیان خدا کے مسیح کا مولد مسکن اور مدفن ہے اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ دجال کا قاتل صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا اس میں اس نے نشو ونما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گذری (الفضل ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء)

ایک دوسرا کذاب کہتا ہے:

قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی۔ اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی، ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی، جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا اسی منارہ سے وہی لا إلـه إلا الله کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی (الفضل یکم جنوری ۱۹۲۹ء)

اور غلام احمد قادیانی کا فرزند اکبر مرزا محمود قادیانی لکھتا ہے:

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں (تقریر مرزا محمود قادیانی، اخبار الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء)

ایک دفعہ خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

یہ مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لئے ام قرار دیا ہے اور ہر ایک فیض دنیا کا اس مقدس مقام سے حاصل ہوسکتا ہے اس لئے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا مقام ہے (الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء)

خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے جو فیض اور برکات یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں، حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) نے فرمایا ہے جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے (انوار خلافت ص ۱۱۷ مجموعہ تقاریر مرزا محمود احمد)

اور دجال قادیان بذات خود اس مسجد کو بیت الحرام سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا اور رہتا ہے اور مسجد الفکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ اور آخری فقرہ مذکورہ بالا ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے (براہین احمدیہ ص ۵۵۸ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

اس لئے قادیان کے ناظر اعلی نے اپنے مضمون تحریک ہجرت میں لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قادیان کی بستی کو اپنی نبی کی زبان پر دارالامان کا خطاب بخشا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ومن دخله كان آمنا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے جو نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ قادیان دارالامان اس نئی دنیا کا تقدیر الٰہی میں مرکز قرار پاچکا ہے اس لئے مخلص احمدیوں کو چاہئے کہ اس کی برکت روحانی وجسمانی سے متمتع ہونے کے لئے اور اپنی اولاد کو ان میں شریک کرنے کے لئے قادیان کی طرف خدمت دین اور روحانی علاج کی نیت سے ہجرت کریں (مضمون ناظر قادیانی۔ اخبار الفضل ۷ مئی ۱۹۴۱ء)

اور پھر یہی وجہ تھی کہ دجال کے اس گروہ کو یہاں تک جرأت ہوئی کہ اس نے یہاں تک کہا:

عرب نازاں تھے اگر ارض حرم پر — تو ارض قادیان فخر عجم ہے
اے قادیان، اے قادیان — تیری فضائے نور کو
اور دیتی ہے ہر دم روشنی — جو دیدہ ہائے حور کو

میں قبلہ وکعبہ کہوں یا سجدہ گاہ قدسیاں
اے تخت گاہ مرسلاں اے قادیاں اے قادیاں
(اخبار الفضل ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء)

ایک اور دریدہ دہن قادیانی غلام قادیانی کی قبر کے بارے میں لکھتا ہے: پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں داخل نہ ہو، اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کا برگزیدہ جسم مبارک مدفون ہے جسے (العیاذ باللہ من جانب ناقل) افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا یدفن معی فی قبری اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انور کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے مرقد منورہ سے مخصوص ہیں کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے (صیغہ ترتیب قادیان مشتہرہ اخبار الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء)

اور ایک دوسرے گستاخ نے تو تمام حدود کو پھاند دیا:

آج تمہارے لئے ابوبکر وعمر سے فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا مسیح الموعود (مرزا) کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو، اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم ﷺ کی قبر میں دفن ہوگا۔ اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں ہو گئے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔

(بہشتی مقبرہ کے افسر کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲ فروری ۱۹۱۵ء)

اور آخر میں مرزائیت کا دوسرا خلیفہ حقیقۃ الرؤیا میں لکھتا ہے:

قادیان ام القریٰ ہے جو اس سے منطقع ہوگا اسے کاٹ دیا جائے گا اس سے ڈرو کہ تمہیں کاٹ دیا جائے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ اب مکہ ومدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے جبکہ قادیان کا دودھ بالکل تازہ ہے (حقیقۃ الرؤیا ص ۴۶)

حج اور قادیانی نظریات

وہ عقائد جو مرزائیوں کو امت مسلمہ سے الگ کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک حج قادیان کے سالانہ جلسہ میں حاضری کا نام ہے۔ چنانچہ مرزا غلام (قادیانی) کا بیٹا اور خلیفہ محمود کہتا ہے:

آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں، اس لئے خدا نے قادیان اسی کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور اس لئے جیسا حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہے ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے (برکات خلافت مجموعہ تقاریر مرزا محمود قادیانی)

ایک دوسرا قادیانی لکھتا ہے:

جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہتا ہے وہ خشک اسلام ہے اس طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل اعمالِ حج پورے نہیں ہوتے (پیغام صلح مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

اور خود غلام قادیانی لکھتا ہے:

اس جگہ (قادیان) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۲)

اور مرزا محمود ہی ایک مرزائی کی زبانی بیان کرتے ہوئے اس کی توثیق کرتا ہے:

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے (تقریر مرزا محمود قادیانی، اخبار الفضل قادیان ۵ جنوری ۱۹۳۳ء)

اور اسی بناء پر قابلی مرزائی عبداللطیف جسے ارتداد کے جرم میں حکومت پاکستان نے قتل کر دیا تھا، حج کے لئے نہیں گیا کیونکہ مرزا غلام احمد نے حج کی بجائے اسے

قادیان میں قیام کا حکم دیا تھا (حوالہ مذکور)

اور شاید یہی وجہ ہے کہ خود مرزا غلام قادیانی نے بھی بیت الحرام کا طواف اور حج نہیں کیا، کہ اس کے نزدیک حج کے لئے مکہ معظمہ کا قصد ضروری نہیں بلکہ قادیان اس ناپاک بستی کا قیام ہی کافی ہے جو ایک جھوٹے مدعی نبوت کے باعث دنیا میں رسوا ہو کر رہ گئی۔

جہاد اور قادیانی عقائد

برصغیر میں انگریزی استعمار سب سے زیادہ مسلمانوں کے عقیدہ جہاد سے خوفزدہ تھا۔ استعماری طاقتیں یہ سمجھتی تھیں کہ جب تک مسلمان جہاد کے عقیدہ پر قائم ہیں اس وقت تک ان پر مکمل طور پر تسلط حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر یورپ اور شرق اوسط کی صلیبی جنگوں کے زخم ابھی تک ان کی راتوں کی نیند حرام کئے ہوئے تھے اس لئے انھوں نے سب سے پہلے جس پر توجہ دی وہ مسلمانوں کے اندر سے اسی عقیدہ جہاد کی بیخ کنی کی سازشیں تھیں اور غلام احمد قادیانی کی نبوت بھی اس سازش کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی پر سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ یہی تھی کہ اب جہاد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے بتدریج جہاد کی شدت کو کم کر دیا ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بچوں کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بچوں بوڑھوں اور عورتوں کا قتل ممنوع قرار پایا اور اب میرے زمانہ میں جہاد کو قطعی طور پر منسوخ قرار دیا گیا ہے (اربعین ۴:۱۵)

آج کے بعد تلوار کے ساتھ جہاد کو ختم کر دیا گیا ہے چنانچہ آج کے بعد کوئی جہاد نہیں یہی نہیں جو کوئی اب کفار پر ہتھیار اٹھائے گا اور اپنے آپ کو غازی کہلائے گا وہ رسول اللہ ﷺ کا مخالف قرار پائے گا جنھوں نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اعلان کر دیا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد منسوخ ہو جائے گا (قطعی جھوٹ جس کی کوئی دلیل نہیں

منجانب ناقل) پس میں مسیح موعود ہوں، اور میرے ظہور کے بعد اب کوئی جہاد نہیں۔ ہم نے صلح اور امن کا پرچم لہرا دیا ہے (اربعین ص ۴۷)

اور مرزائی پرچہ ریویو آف ریلیجنز کے مدیر محمد علی نے ایک مرتبہ انگریزی حکومت کے سامنے اپنی پیشینی وفاداری کا یوں تذکرہ کیا، گورمنٹ کا یہ فرض ہے کہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت تدبیر سے زمیں کے اندرونی حالات دریافت کرے ہمارے امام (غلام احمد قادیانی) نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو ۲۲ برس ہیں اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے۔ یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد لکھ کر ان کو بلاد اسلام، عرب، شام، کابل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے جن سے گورنمنٹ بے خبر نہیں ہے (ریویو آف ریلیجز جلد اول ص ۲، ۱۹۰۲ء)

اور خود غلام احمد قادیانی برطانوی استعمار کے حضور اپنی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے یہی وہ فرقہ ہے جو دن و رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے۔ چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی فارسی اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے دور ہو جائیں، اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی (عریضہ غلام احمد قادیانی بحضور حکومت انگریز مندرجہ مرزائی رسالہ)

انگریز کی وفاداری

دوسرا حکم جو غلام احمد قادیانی نے اپنے متبعین کو دیا وہ انگریز کی وفاداری اور اطاعت تھی اس موضوع پر اگرچہ دوسرے مقالات میں کافی مواد جمع کر دیا گیا ہے پھر بھی ہم مختصر

طور پر چند ایک باتوں کا ذکر کئے دیتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ انگریز کی اطاعت اور وفاداری مرزائیت کے ہاں ایک اضافی اور معمولی مسئلہ نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اسی لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بیعت کی شرطوں میں سے ایک شرط قرار دیا ہے اور یہ مسلمہ امر ہے کہ بیعت میں ان امور کی شرط لگائی جاتی ہے جو اساسی ہوں۔

چنانچہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے ان شرائط کو اپنا دستور العمل قرار دیا ہے وہ لکھتا ہے:

جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے ان کو اپنا دستور العمل رکھے۔ میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے۔ جس کی ایک کاپی اس زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی، ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں تقسیم ہوتی ہیں گورنمنٹ کو معلوم ہوگا (سارا کام ہی گورنمنٹ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے اس کے حکم پر ہے تبھی تو ہر بات گورنمنٹ انگریزی کے نوٹس میں لائی جاتی ہے) کہ امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں (درخواست بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۷: ۱۶)

اور وہ شرائط بیعت کیا ہیں؟ مرزا غلام احمد قادیانی خود جواب دیتا ہے:

اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہ اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔

چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں

ان ہی باتوں کی تصریح ہے (ضمیمہ کتاب البریہ ص ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور مرزائیت کا دوسرا خلیفہ اور غلام قادیانی کا فرزند اس کی توثیق کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے:

''ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کو شامل کرنا ہے۔

اور لکھا ہے کہ:

جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف سورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں (تحفۃ الملوک ص ۱۲۴ مصنفہ مرزا محمود قادیانی)

حضرات صحابہ اور قادیانی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الناس بعد الانبیاء اور حضور ﷺ کے رفیق غار ہیں۔ آپ کی قربانیاں اسلام میں بے شمار ہیں۔ ہر شخص ان کے فضائل سے واقف ہے۔ اور آپ کے مناقب و سیرت پر ضخیم کتابیں لکھی گئیں ہیں، مگر مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی اپنی طبعی خباثت کا اظہار کرتا ہوا لکھتا ہے:

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکر تو کیا وہ بعض انبیاء سے بہتر ہے (اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت ۹: ۳۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔

اس (مرزا غلام قادیانی) کو چھوڑتے ہو، اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو (ملفوظات احمدیہ ۲:۱۴۲ طبع ربوہ اور اخبار الحکم قادیان نومبر ۱۹۱۲ء)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی توہین

آپ کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

حق تو یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا (ازالہ کلاں ۲:۲۴۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین

آپ کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا (اعجاز احمدی ص ۱۸)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین

جگر گوشۂ رسول اللہ ﷺ جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتا ہے:

حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۹)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی جلالت قدر و عظمت و مرتبت اس قدر اظہر من الشمس ہے کہ محتاج دلیل نہیں، کسی مسلمان کا دل آپ کی محبت و عظمت سے خالی نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے تیر و سنان سے کسی مقدس گروہ و مقدس ہستی کی عزت و آبرو محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ناممکن تھا کہ مرزا قادیانی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین و تذلیل سے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ نہ کرتا۔ چنانچہ اس نے جن الفاظ میں سیدنا حضرت حسین کو

یاد کیا ہے وہ اس کے اسلام کے لئے قطعی فیصلہ کن ہے، لکھتا ہے:

اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے، کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا غلام احمد قادیانی) حسین سے بڑھ کر ہے (دافع البلاء)

وقالوا علی الحسن والحسین فضل نفسه. أقول نعم والله ربی سیظهر وشتان مابینی وبین حسینکم فإنی أیّدُ کل آن وأنصر	اور انھوں نے کہا اس (مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں ہاں میرا خدا عنقریب ہی ظاہر کردے گا۔ اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔
وأما حسین فاذکروا دشت کربلا، إلی هذه الإیام فتبکون	پس تم دشت کربلا کو یاد کرو اب تک تم روتے ہو، پس سوچ لو (ص ۹۲)
والله لیست فیه منی زیادة	وعندی شهادات من الله فانظرا

اور بخدا امام حسین مجھ سے کچھ زیادہ نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو۔

إنی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدی فالفرق أجلی وأظهر.	اور میں خدا کشتہ ہوں تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا ظاہر ہے۔

تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی کے ساتھ مر گیا پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا (اعجاز احمدی ص ۸۱)

مرزا قادیانی کے غلط الہامات

مرزا قادیانی کے سینکڑوں ہزاروں الہاموں میں سے اگر بالفرض ایک دو صحیح نکلے ہیں

تو باقی سب غلط ہیں۔ جیسا کہ معمولی رمالوں اور پانڈوں کا حال ہے جو گلی کوچوں میں لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر فال وشگون بتاتے پھرا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو اپنے کل مکاشفات الہامات اور پیشین گوئیوں کے سچا ہونے پر بڑا ناز اور دعوی تھا، چنانچہ لکھتا ہے:

سچے الہام بعض دفعہ کنجروں ڈوموں اور رنڈیوں کو بھی ہو جاتے ہیں اور فاسقہ عورت کنجری بار بہ بر اور بادہ بہ سرحرام کاری کی حالت میں سچی خواب دیکھ لیتی ہے لیکن خواص اور عوام کی خوابیں اور مکاشفات اپنی کیفیت اور کمیت اتصالی اور انفصالی میں ہرگز برابر نہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں اور خارق عادت کے طور پر نعمت غیبی کا حصہ لیتے ہیں (توضیح مرام ص ۱۷-۲۷)

اور اپنی الہاموں کی نسبت یوں لکھتا ہے:

یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جاوے وہ کلام جو مجھ پر نازل ہوا قطعی اور یقینی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس پر ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر اور چونکہ میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے (تجلیات الٰہیہ ص ۲۵، ۲۶)

بہر حال مرزا قادیانی کے غلط الہاموں کا نمونہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

مرزا قادیانی کا الہام اس کی عمر کے بارے میں

لنحيينك حياة طيبة ثمانين حولاً أو قريباً من ذلك (ازالۃ الاوہام طبع ثانی ص ۳۴۲)

خدا کہتا ہے کہ ہم تجھ کو اسّی سال کی عمر دیں گے یا اس کے قریب۔

اس خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ان کاموں کے لئے تجھے اسّی برس یا کچھ تھوڑا کم یا چند سال اسّی برس سے زیادہ عمر دونگا (اشتہار الانصار ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء مطبوعہ

ضیاء الاسلام پریس)

خدا نے صریح لفظوں میں مجھے اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم (براہین احمدیہ حصہ پنجم کا ضمیمہ ص ۹۷)

ولنحيينك حياة طيبة ثمانين حولاً أو قريباً من ذلك أو نزيد عليه شيئاً (اربعین بار دوم ص ۲۳ سطر ۱۲)

خدا نے مجھے (اطلاع) وعدہ دیا ہے کہ میں اسّی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کرونگا۔

اسّی برس یا پانچ چار یا زیادہ یا پانچ چار کم (حقیقۃ الوحی ص ۹۶)

ان پیچ میل (پانچ مختلف) بیانات سے اصل الہام کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی عمر بقول اس کے کم از کم چوہتر سال اور زیادہ سے زیادہ چھیاسی سال کی ہونی چاہئے تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر میں دعائیں مانگ رہا تھا اور وہ (بزرگ) ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے، اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھوالوں تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال (اسّی برس سے) اور بڑھ جائے اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی تب اس صاحب قبر سے بہت کشتم کشتا ہوا تب اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے تب اس بزرگ نے آمین کہی۔ اب میری عمر ۹۵ سال ہے (ملخصاً الحکم ۱۷-۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۱۵ کالم اول)

مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں ۷۹ سال اور چند ماہ کی عمر میں فوت ہو گیا اور سب الہاموں کو جھوٹا ثابت کر گیا۔

ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں

میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء میں شائع کیا گیا اس میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ہم مکہ

یامدینہ میں مریں گے۔

یہ الہام بھی سراسر غلط ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی، لاہور میں مرا اور خرد جال پر بار ہو کر قادیان لے جایا گیا اور وہیں سپرد خاک ہوا۔

حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ غایت المرام مطبوعہ ۱۸۹۱ء میں پیشین گوئی کی تھی کہ زیارت بیت اللہ مرزا قادیانی کو نصیب نہیں ہوگی۔ ان کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح نکلی۔ نیز مرزا کے مسیح موعود ہونے کا دعوی بھی جھوٹا ثابت ہوا اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو وہ زیارت بیت اللہ بھی کریں گے، مرزا قادیانی ریل کو خرد جال بتایا کرتا تھا جس پر زندگی میں سوار بھی ہوتا رہا، اور مرنے پر بھی اسی دجال کے گدھے کی سواری اس کو نصیب ہوئی۔

مرزا کی جوانی پھر لوٹ آئے گی

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

ترد عليك أنوار الشباب سيأتي عليك زمن الشباب وإن كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فأتوا بشفاء من مثله ردَّ عليها روحها ورَيْحَانها

یعنی تیری طرف نور جوانی کی قوتیں رد کی جائیں گی اور تیرے زمانہ جوانی کا آئے گا یعنی جوانی کی قوتیں دی جائیں گی تا خدمت دین میں ہرج نہ ہو اور اگر تم اے لوگو ہماری اس نشان سے شک میں ہو تو اس کی نظیر پیش کرو۔ اور تیری بیوی کی طرف بھی تر و تازگی واپس کی جائے گی (الہام ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء مندرجہ بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)

اس کی تشریح کرتا ہے:

میری صحت تین چار ماہ سے بہت بگڑ گئی ہے صرف دو وقت ظہر و عصر کی نماز کے لئے جا سکتا ہوں اور نماز بھی بیٹھ کر پڑھتا ہوں ایک سطر لکھنے سے دوران سر شروع ہو جاتا ہے

اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ حالت خطرناک اور مسلوب القوی ہوں۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض امراض رحم و جگر میں مبتلا ہے پس میں نے اپنی اور اپنی بیوی کی صحت کے لئے دعا کی تھی جس پر یہ الہام ہوا، ان کے معنی خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحت و عافیت عطا فرمائیں گے اور وہ قوتیں عطا کرے گا جن سے میں خدمت دین کر سکوں۔

خدمت دین تو کیا البتہ محمدی بیگم کے نکاح کے لئے شاید عود جوانی کا خواہاں ہوگا اور یہ حالت اس کی موت کا پیش خیمہ تھی مگر وہ تو سو سال کی امید باندھے بیٹھا تھا۔ ابھی محمدی بیگم کے نکاح کی کو لگی ہوئی تھی اس لئے بڑھاپے میں جوانی کے خواب دیکھتا تھا۔ اس الہام سے ٹھیک دو سال بعد مر گیا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شد۔

ایک اور جھوٹا الزام

اور خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس (نصرت بیگم) کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس الہام کے بعد نہ کوئی نکاح ہوا نہ خواتین مبارکہ یا نامبارکہ حاصل ہوئیں اور نہ اولاد ہوئی۔ محمدی بیگم والا نکاح شاید اس الہام کو سچ کر دیتا مگر اللہ نے نہ چاہا کہ جھوٹے کو سچا کر دکھائے۔

دجال کے متعلق مرزا قادیانی کی تحقیقات

(الف) علماء (جو مرزا کے مخالف ہیں) دجال ہیں (فتح الاسلام ص ۹) (ب) بااقبال قومیں دجال ہیں، ریل ان کا گدھا ہے (ازالہ ص ۱۳۴) (ج) پادری دجال ہیں (ازالہ ص ۲۷۹-۲۸۰) (د) ابن صیاد ہی دجال تھا (ازالہ حاشیہ ص ۱۵۹)

چاروں اقوال جداگانہ ہیں پھر انوکھی تحقیقات پر لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ابن صیاد اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کے کسی نمونہ کے منکشف نہ ہوئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔

قصہ محمدی بیگم کا

محمد بیگم کے نکاح کے متعلق کس زور وشور کے الہام ہیں جن میں شک وشبہ کو دخل بھی نہیں ہوسکتا۔ اِدھر ان الہامات کے ساتھ خارجی اور دنیوی تدابیر سے بھی مرزا قادیانی بے فکر نہ تھا اور زمینی اور آسمانی ہر قسم کے ذرائع سے محمدی بیگم کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ ذیل میں مرزا کا ایک خط ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک محمدی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو اس کو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے اور اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ ہم کو بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنا اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا جس کا مضمون یہ ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اس روز سے جو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اس کی طرف سے عزت بی بی فضل احمد کو طلاق پڑ جائے گی تو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو فی الفور اس کو عاق کردونگا۔ پھر وہ میری وراثت سے ایک ذرہ نہیں پاسکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھالو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات

ہو جاتی مگر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کرونگا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا کچھ باقی نہیں رہے گا (راقم مرزا غلام احمد لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء)

ایک خط محمدی بیگم کے باپ مرزا احمد بیگ کو لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: آپ کی لڑکی محمدی بیگم سے میرا آسمان پر نکاح ہو چکا ہے اور مجھ کو اس الہام پر ایسا ایمان ہے جیسا لا إلٰہ إلا اللہ محمد رسول اللہ (مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کا رتبہ لا إلٰہ إلا اللہ محمد رسول اللہ کے برابر بنادیا۔ نکاح کا الہام جھوٹ ثابت ہوا۔ معلوم ہوا لا إلٰہ إلا اللہ محمد رسول اللہ پر بھی اس کا ایمان نہ تھا)

مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم کہ یہ بات اٹل ہے یعنی خدا کا کیا ہوا ہے ضرور ہوگا۔ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی۔ اگر آپ کسی اور جگہ نکاح کریں گے تو اسلام کی بڑی ہتک ہوگی (بلکہ اسلام کی سچائی ظاہر ہوگی اور مرزا جھوٹا ثابت ہوگا) کیونکہ میں دس لاکھ آدمیوں میں اس پیشین گوئی کو مشتہر کر چکا ہوں اگر آپ ناطہ نہ کریں گے تو میرا الہام جھوٹا ہوگا، اور جگت ہنسائی ہوگی جو امر آسمان پر ٹھیر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کو پورا کرنے کے معاون بنیں، دوسری جگہ رشتہ نامبارک ہوگا میں نہایت عاجزی اور ادب سے التماس کرتا ہوں (کہاں متواتر الہامات اور کہاں یہ عاجزی اور تملک کا اظہار الہام پر ایمان ہوتا تو ایسی ذلیل درخواست کیوں کرتا کہ اس رشتہ سے انحراف نہ کریں جو آپ کی لڑکی کے لئے گونا گوں برکتوں کا باعث ہوگا وغیرہ وغیرہ)

ایک ایسا ہی خط اپنے سمدھی مرزا علی بیگ (والد عزت بی بی) کے نام بھی لکھا اور اس میں اپنی بیکسی بے بسی ظاہر کر کے خواہش کی کہ اپنی بیوی کو سمجھا دیں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگم) سے لڑ جھگڑ کر اسے اس ارادہ سے روکدے ورنہ میں تمہاری لڑکی کو اپنے بیٹے فضل احمد سے طلاق دلوادونگا آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو اس ارادہ سے منع کردیں ورنہ مجھے خدا کی قسم یہ سب رشتہ ناطہ توڑ دونگا اور

اگر میں خدا کا ہوں تو وہ مجھے بچائے گا۔

باوجود ان خطوط کے بھی مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوا اور ادھر فضل احمد نے بھی اپنی بیوی کو طلاق نہ دی اور والد صاحب کا گھر بسانے کی مطلق پرواہ نہ کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی قسموں کے مطابق مرزا صاحب نے اپنی بیوی زوجہ اول اور دو لڑکوں مرزا سلطان احمد بیگ اور فضل احمد بیگ سے قطع تعلق کرلیا (اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین)

ان خطوط اور ان کے انجام سے نتائج ذیل مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) تمام الہامات متعلق نکاح غلط اور بناوٹ تھی اگر ان پر مرزا قادیانی کو ایمان تھا جیسا کہ خود قسم کھا کر کہتے ہیں تو پھر ایسے خطوط لکھ کر الہام کو پورا کرانے کی کوشش کی کیا ضرورت تھی۔ نکاح جو آسمان پر ہو چکا تھا زمین پر بھی ضرور ہو جاتا۔

(۲) جھوٹی قسمیں کھائیں جو صرف لڑکی کے والدین اور متعلقین کو یقین دلانے کے لئے تھیں۔

(۳) خدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ کر عاجزی اور چاپلوسی سے عاجز انسانوں کی ذلیل منتیں اور سماجتیں کیں جو صرف وقار نبوت کے منافی ہیں بلکہ ایک عام شریف آدمی بھی ایسی بے حیائی نہیں کرسکتا۔

(۴) خدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ کر عاجزی اور چاپلوسی سے عاجز انسانوں کی ذلیل منتیں اور خدا پر بہتان اور افتراء باندھنا کہ اس نے آسمان پر میرا نکاح محمدی بیگم سے کردیا ہے۔

(۵) قادیانی کہتا ہے کہ اگر میں خدا کا ہوں تو وہ مجھے بچالے گا مگر نکاح نہ ہونے سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی خدا کا نہیں تھا۔

(۶) اپنی سمدھن کو بھائی کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دی اور جبکہ احمد بیگ محمدی بیگم کا رشتہ کسی دوسری جگہ کرچکا تھا تو اسے اس عہد کے توڑنے کے لئے کہا اور سمدھی اور سمدھن کو لکھا کہ اس سے یہ عہد توڑا دیں۔ حالانکہ عہد شکنی کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

(۷) شریعت کی رو سے بیٹا محروم الارث نہیں ہوسکتا مگر مرزا قادیانی نے بار بار اسے محروم الارث کرنے کی دھمکی دی اس لئے شریعت کو منسوخ کرنے کا ارتکاب کیا۔

(۸) تہذیب، اخلاق اور حیا کو بالائے طاق رکھ دیا کہ اپنی مطلوبہ کی خاطر بیٹے کو مجبور کیا کہ وہ اپنی محبوبہ بیوی کو طلاق دیدے اس بیچارے نے اخلاقی جرأت سے کام لیا کہ اپنی بے گناہ اور عفیفہ بیوی کو طلاق نہیں دی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے اس سے قطع تعلق کرلیا اور اس کے جنازہ کی نماز بھی نہیں پڑھی۔

(۹) اپنے نفس کی خواہش پوری نہ ہوتے دیکھ کر اللہ کی رضا پر راضی نہ رہا بلکہ اس غصہ میں آکر معمولی اہل دنیا کی طرح بیوی اور بیٹوں سے قطع تعلق کرلیا اور نفس وشہوت کے غلام ہونے کا پورا ثبوت دیا۔

(۱۰) یہ سب بکواس تھی جسے الہام کے رنگ میں پیش کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی منظوری کے پروانے بھی دکھائے گئے لیکن درحقیقت یہ صرف ایک نفسانی خواہش تھی جس کے لئے نہایت کمزور چالیں اور منصوبے اور تدبیریں کیں جو ایک سچے حیادار مسلمان کی شان سے بھی بعید ہے۔

خدا کی انگریزی شان

ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں یہ الہام ہوا آئی کو یو، یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا، آئی ایم ویتھ یو، یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں، آئی شل ہیلپ یو، یعنی میں تمہاری مدد کرونگا پھر یہ الہام ہوا: آئی کین وہاٹ آئی ول ڈو، یعنی میں کرسکتا ہوں جو چاہوں پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا: وی کین وہاٹ وی ول ڈو، یعنی ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے (براہین احمدیہ ص ۴۰۰)

غلام احمد قادیانی کو انگریزوں نے ہی نبی بنا کر بھیجا ہے جہاد کو منسوخ کرنے کے لئے اور اس کو مال ونعمت اس قدر دیا کہ وہ آن کے لئے بھی ان کو فراموش نہیں کرسکتا، انگریزوں کی حمایت وتائید کرنا ہی اس کا دین، مذہب اور اس کا ایمان تھا۔ شاید وہ اپنا خدا بھی انگریزوں کو سمجھتا تھا۔

انگریزی فرشتہ

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی (کوٹ پتلون اور ٹائی پہنا ہوگا ڈاڑھی منڈا بھی ہوگا) اور میز کرسی لگائے بیٹھا ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت خوبصورت ہیں اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی ہوں (تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا غلام احمد ص ۳۱)

جبکہ مرزا کا خدا انگریز ہے تو فرشتہ بھی انگریز ہی ہوگا جو انگریزی وحی لیکر مرزا کے پاس آتا ہے۔ مرزا قادیانی آنجہانی لکھتا ہے: اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے (چشمہ معرفت ص ۲۰۹)

مرزا قادیانی نزول مسیح میں لکھتا ہے: زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی، وغیرہ (نزول المسیح ص ۵۷)

مرزا بقول خود مفسد کذاب ومفتری ہے

مرزا قادیانی آنجہانی نے ۱۵/اپریل کو ایک پیشین گوئی بطریق دعا شائع کی جس کا نام ہے ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' اس اشتہار میں مولانا ثناء

اللہ صاحب رحمہ اللہ کو مخاطب کر کے اور ان کی تحریرات متعلق ابطال وتردید مرزائیت کا شکوہ وشکایت کر کے مرزا قادیانی آنجہانی لکھتا ہے:

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔

آگے چل کر لکھتا ہے:

پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی ہی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

آخیر میں لکھا ہے:

(یا اللہ) اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ دعا اس کے حق میں قبول ہوگئی چنانچہ وہ مولانا ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مرگیا، اور ہیضہ سے مرا، اور اپنے کذب وافتراء پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔

قادیانی کا دعوئے نبوت

نبوت ورسالت کے متعلق مرزا قادیانی آنجہانی کے عقائد پہلے یہ تھے:

(الف) بعد ختم المرسلین میں کسی دوسرے مدعی رسالت ونبوت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد ﷺ پر ختم ہوگئی (اشتہار ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مقام دہلی)

(ب) میں قائل ختم نبوت ہوں اس کے منکر کو بے دین اور خارج از اسلام سمجھتا

ہوں (تقریر جامع مسجد دہلی ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(ج) میرا ایمان ہے کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں پھر مجھے کب جائز ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت میں جاملوں (حمامہ البشریٰ، ترجمہ ۷۹)

نبوت کے متعلق ایسے بیسوں فقرے مرزا قادیانی آنجہانی کی تحریرات میں موجود ہیں لیکن جب نبی بننے کا اسے خیال آیا تو کئی طرح کے ایچ پیچ ڈال کر نبوت کی اقسام ظلی، بروزی، مجازی، حقیقی، غیر حقیقی، تشریعی، غیر تشریعی وغیرہ وغیرہ وضع کیں اور بالآخر صاف لفظوں میں نبوت کا دعویٰ کر دیا جس کی تفصیل دعویٰ نبوت تشریعی وغیرہ کے بیان میں گذر چکی۔ نمونہ کے طور پر یہاں صرف ایک ہی قول پیش کرتا ہوں:

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ جاری نہ ہو وہ مردہ ہے یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اس لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں ہم پر کوئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۷۲)

جو مسلمان قادیانی کو نہیں مانتے وہ سب کافر ہیں

مرزا محمود لکھتا ہے: جو حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے (تشحیذ الاذہان نمبر ۶۴: ۱۴)

آپ نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا مانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے (تشحیذ الاذہان ۲: ۱۴ نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء)

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں

نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں (عقائد محمودیہ)

مرزا بشیر پسر مرزا قادیانی آنجہانی لکھتا ہے:

اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو، اور دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل ہے اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو (ریویو آف ریلیجنز موسوم کلمۃ الفصل ص ۱۴۶، ۱۴۷ عقائد محمودیہ ص ۱۳، ۱۴)

لاہوری مرزائیوں کے عقائد

لاہوری مرزائیوں کا امیر اول محمد علی قادیانی مرزا قادیانی آنجہانی کی نبوت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا (ریویو آف ریلیجز جلد ۵، ۶ ص ۳۱۴)

اس سے بھی واشگاف الفاظ میں کہتا ہے:

اس آخری زمانہ کے لئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو اخیر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرے گا اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا، سو ایسا ہی ہوا۔ اور ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے دو باتوں پر زور دیا ہے۔ اول: یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں اور دوسرا یہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کو منجانب اللہ ہونے کو

تسلیم کرلیں۔ یعنی اس قدیم سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا (ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۲ ص ۴۶۵)

یہ ہے لاہوری مرزائیوں کے قائد وامیر محمد علی قادیانی کا حقیقی عقیدہ جسے بعد میں انتقاماً اور نفاقاً چھپانا شروع کر دیا تھا اگرچہ حقیقۃً اس کو مانتا تھا[1]۔

غیر قادیانیوں کا جنازہ پڑھنے کی ممانعت

حضرت رسول اللہ ﷺ نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی جب کہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ دی۔ اگر حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتوی کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی تھی جس کو حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۰)

حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد) مرحوم کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۳۱ء جلد ۹ نمبر ۴۷)

اگر یہ کہا جاوے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہو اور اس کے مرچکنے کے بعد کوئی احمدی وہاں پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے اس کے متعلق یہ جواب ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں

(۱) مرزا بشیر الدین اور اس کی ماں نے محمد علی قادیانی کو بددیانتی کے الزام میں قادیان سے نکال دیا تھا۔ وہ لاہور چلا گیا اور انتقاماً قادیانی کی نبوت کا صرف قولاً انکار کیا، ورنہ درحقیقت وہ مرزا کی نبوت کا معترف تھا، جیسا کہ اس کے مذکورہ اقوال سے صاف ظاہر ہے ۱۲

گے (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۶ر مئی ۱۹۱۵ء)

میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس کا جنازہ جائز نہیں کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنی اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ غیر مبایعین لاہوری جماعت کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی، اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) کے الفاظ کو غلطی پر محمول کرتے ہیں ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں ایسے لوگوں کا جنازہ جائز نہیں (میاں محمود احمد قادیانی خلیفہ قادیانی کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ر اپریل ۱۹۲۶ء نمبر ۱۰۳ جلد ۱۲)

دعائے مغفرت کی ممانعت

سوال: کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے؟

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں (روشن علی محمد سرور قادیان، اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۹ مورخہ فروری ۱۹۳۱ء)

قانون یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔

جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو بعد از موت اس کے لئے دعا استغفار جائز نہیں۔ احمدیوں کی پوزیشن یہ ہے۔

وہ مرزا غلام احمد کو ایسا ہی نبی (بہ لحاظ حقیقت نبوت) مانتے ہیں جیسے محمد مصطفیٰ (ﷺ) نبی تھے۔

اس لئے جو شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس

کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷/اکتوبر ۱۹۳۱ء جلد ۹ نمبر ۳۰)

قادیانی سے غیر قادیانی کا نکاح جائز نہیں

یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کا نکاح غیر احمدیوں سے کرنا ناجائز ہیں۔ آئندہ احتیاط کی جایا کرے (ناظر امور عامہ قادیان) (اخبار الفضل قادیان ۲:۹۷ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۳ء)

حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے (مجموعہ تقاریر مرزا محمود خلیفہ قادیان ۷۵)

حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو آپ کی وفات کے بعد اُس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین نے اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ (انوار خلافت ص:۹۳ مرزا محمود قادیانی)

غیر احمدی کو لڑکی دینے کی ممانعت حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود) نے نہیں کی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اسی کی پابندی کرانا چاہتے ہیں اس لئے پیغام کا یہ الزام کہ آپ نے یہ نیا عقیدہ بنالیا ہے بالکل غلط ہے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیسے صاف اور واضح الفاظ میں فرماتے ہیں۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے اگر ملے تو بیشک لو لینے میں کوئی حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے (الحکم ۱۴/اپریل ۱۹۰۸ء)

ان الفاظ کو پڑھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی نہ دینے کا عقیدہ حضرت خلیفہ ثانی (مرزا محمود) نے ایجاد کیا ہے (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ رمئی و یکم جون ۱۹۲۲ء)

ایک شخص کے سوالات کے حضرت (مرزا محمود) نے مندرجہ ذیل جوابات لکھے،

سوال: جو شخص احمدی کہلاتا ہے چندہ بھی دیتا ہے تبلیغ بھی کرتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے حکم صریح کے خلاف کہ غیر احمدی کو اپنی لڑکی نکاح میں دینا جائز نہیں اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے وہ ایک ہی حکم کے توڑنے سے مسیح موعود کے منکروں سے ہو سکتا ہے؟

جواب: جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔

سوال: جو نکاح خوان ایسا نکاح پڑھاوے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتوی دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جا سکتا ہے۔ جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔

سوال: کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے اپنی لڑکی کا رشتہ کیا دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کر سکتا ہے؟

جواب: ایسی شادیوں میں شریک ہونا بھی جائز نہیں (ڈائری مرزا محمود قادیانی خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۲۱ء)

مرزائی کلمہ

قادیانی مذہب میں کلمہ کے الفاظ تو وہی باقی رکھے گئے ہیں جو الفاظ مسلمانوں کے کلمہ کے ہیں مگر قادیانی عقیدے نے کلمہ کا مفہوم تبدیل کر لیا ہے۔ مسلمانوں کے کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مراد محمد عربی ﷺ ہیں اور قادیانی کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہے، چنانچہ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

محمّد رسول الله والذين معه أشدّاءُ على الكفار رحماء بينهم اس آیت میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ مطبوعہ ربوہ تیسرا ایڈیشن)

مرزا بشیر قادیانی لکھتا ہے:

ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے (کلمہ کے مفہوم میں) ایک

فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ لا إلٰہ إلا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔

قادیانیوں کے متعلق عالم اسلام کے فیصلے

(۱) ۱۹۵۷ء میں شام میں حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

(۲) ۱۹۵۸ء میں حکومت مصر نے قادیانیوں کو خارج از اسلام کافر و مرتد قرار دیکر خلاف قانون جماعت قرار دیا۔

(۳) ۱۹۷۳ء ۲۸/اپریل کو آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

(۴) رد قادیانیت کے لئے جمعیۃ علماء ہند کی قائم کردہ ایک سب کمیٹی نے ۶/نومبر ۱۹۲۳ء کو بمقام دہلی حسب ذیل قرارداد پاس کی:

''انسداد فتنہ قادیانی کی کمیٹی کا یہ جلسہ خاص تجویز کرتا ہے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت دونوں کا فتنہ اسلام کے لئے ایک ہی نوعیت رکھتا ہے اور دونوں کے عقائد اسلام کے منافی ہیں''

(۵) ۱۹/اپریل ۱۹۷۴ء ربیع الاول ۱۳۹۴ھ کی شام کو مکہ معظّمہ میں بیت اللہ کے زیر سایہ دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں اور سربراہوں اور مشاہیر علماء اور صحافیوں پر مشتمل ایک عظیم کانفرنس کا انعقاد ہوا باطل مذاہب کے بارے میں قراردادیں مرتب کرنے والی کمیٹی کے چیرمین علامہ صواف نے قرارداد پیش کرنے سے قبل قادیانی فتنہ کا تعارف کرایا اس کی تاسیس کے سامراجی محرکات کا ذکر کیا اور ملت اسلامیہ کے خلاف قادیانیوں کے سیاسی کردار سازشوں اور منصوبوں کو طشت از بام کیا ان تمام حقائق

وتفصیلات کے بعد یہ قرارداد نہایت جوش وخروش سے منظور کی گئی کہ قادیانی قرآن وسنت اور اجماع امت کی رو سے کافر مرتد اور خارج از اسلام گروہ ہے اور یہ کہ اسلام میں یہ مسئلہ کوئی متنازع فیہ بات نہیں اور تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کو کلیدی عہدوں پر کسی حال میں بھی نہ رکھا جائے۔

(۶) دنیا کے ۱۰۴ ملکوں کی مشترکہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی کے مبارک اجلاس میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پاس ہوئی کہ وہ کافر اور خارج از اسلام ہے اس کا معاشرتی اقتصادی، اجتماعی عائلی ہر میدان میں بائیکاٹ کیا جائے ان سے شادی بیاہ کے ناطے نہ کئے جائیں اور مسلمانوں کے مقبروں میں انہیں دفنایا نہ جائے۔ اس قرارداد کو ۱۰۴ ملکوں کے نمائندوں نے پاس کیا جس میں سعودی عرب، دبی، ابوظہبی، قطر وغیرہ ممالک اسلامیہ داخل ہیں۔ مکہ مکرمہ کے اخبار الندوہ نے اس قرارداد کا متن شائع کیا جس کا ترجمہ پیش ہے:

رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد

پوری دنیا کی اسلامی تنظیموں نے رابطۂ عالم اسلامی کے اس اجلاس میں جو خاص قرارداد طے کی وہ یہ ہے:

(۱) قادیانیت ایک سازشی مذہب ہے جو اپنی ناپاک عزائم کو چھپانے کے لئے اسلام کا نام استعمال کرتا ہے۔

(۲) اس مذہب کا بانی مدعی نبوت تھا۔

(۳) یہ مذہب قرآن کریم کی آیات میں تحریف کرتا ہے۔

(۴) اس مذہب نے جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے۔

قادیانیت دراصل برطانوی سامراج کا پروردہ مذہب ہے اور اس کی حمایت میں یہ فرقہ پھلا پھولا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیت امت مسلمہ کے مسائل سے غداری کر کے سامراجی صیہونیت کی آلہ کار بنتی رہی ہے اور جو قوتیں اسلام کے خلاف اٹھی ہیں یہ ان

کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔

(۵) اسلام دشمن طاقتوں کے گمراہ کن افکار کو پھیلایا جاتا ہے۔

(۶) ایسے مدارس اور مکاتب کھولے جاتے ہیں جن کے ذریعہ قادیانیت: دشمن اسلام طاقتوں کے مقاصد پورا کرتی ہے اور اپنی تخریبی سرگرمیاں پھیلاتی ہے۔

(۷) قادیانیت دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخے پھیلا رہی ہے۔ قادیانیت کے خطرے کے سدباب کے لئے یہ کانفرنس حسب ذیل قرارداد منظور کرتی ہے:

(۱) ہر اسلامی تنظیم اپنی اپنی جگہ اس بات کی کوشش کرے کہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں، مدارس، یتیم خانوں اور تمام ان جگہوں سے قادیانی سرگرمیوں کو قطعاً روک دیا جائے جہاں یہ لوگ اپنی سیاسی کاروائیاں کرتے ہیں۔ اور عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے سامنے قادیانیوں کی حقیقت کھول کر بیان کردی جائے، تاکہ مسلمان اس کے جال میں گرفتار نہ ہوسکیں۔

(۲) اس بات کا واضح طور پر اعلان کیا جائے کہ یہ گروہ کافر اور اسلام سے باغی ہے۔

(۳) قادیانیوں یا احمدیوں کے ساتھ کسی قسم کا عملی تعاون نہ کیا جائے، معاشی اور ثقافتی طور پر ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے، بیاہ شادی کا کوئی تعلق ہرگز قائم نہ کیا جائے، انہیں مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ کیا جائے، اور تمام معاملات میں ان کے ساتھ کافروں کا سا سلوک کیا جائے۔

(۴) تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد کی جماعت کی تمام سرگرمیوں کو روک دیں اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور انہیں ملک کے کلیدی عہدوں تک نہ پہنچنے دیں۔

(۵) قادیانیوں نے قرآن کریم میں جو تحریفات کی ہیں ان کی تصویریں شائع کی جائیں تاکہ لوگ ان سے آگاہ ہوسکیں اور ان کے ترجموں کی اشاعت پر پابندی عائد کی جائے۔

پاکستان کی پارلیمنٹ کا فیصلہ

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اور اس کے لئے درج ذیل قوانین جاری کئے۔

(۱) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعہ۔

(الف) حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المؤمنین خلیفۃ المؤمنین خلیفۃ المسلمین صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ب) حضرت محمد ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المؤمنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج) حضرت محمد ﷺ کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(د) اپنی عبادت گاہوں کو، مسجد کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے:

تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستحق مستوجب ہوگا۔

(۲) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری، یا مرئی نقوش کے ذریعہ اپنے مذہب میں عبادت کے لئے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال ہوسکتی ہے اور وہ

جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

(۳) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعہ اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے، اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں

۱۹۰۳ء میں حکومت افغانستان نے صاحب زادہ عبداللطیف قادیانی کو ارتداد کے طور پر پھانسی کی سزا دی۔

۳۰ر جون ۱۹۱۳ء کو ابراہیم احمد سب جج مونگیر نے فیصلہ دیا کہ دلاور پور (مونگیر) کی مسجد میں قادیانی گھس نہیں سکتے، جس کی اپیل ہائیکورٹ فورٹ ولیم بنگال نے بھی رد کردی۔

۲۶ر اگست ۱۹۲۴ء کو امیر امان اللہ کی حکومت نے نعمت اللہ قادیانی کو سنگسار کیا۔

فروری ۱۹۲۵ء کو افغانستان میں ملا عبدالحکیم چہارسانی قادیانی و ملا نور قادیانی عدم آباد پہنچا دیئے گئے، اس ارتداد کی شرعی سزا پر جمعیۃ علماء ہند نے امیر امان اللہ مرحوم کو مبارکباد کا تار بھیجا۔

نومبر ۱۹۳۷ء کو ماریشس کے چیف جسٹس نے مرزائیوں کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا۔

۲۰ر جنوری ۱۹۳۵ء میں مصطفیٰ کمال پاشا کے ایک خاص آدمی قادیانی کو علماء ترکیہ کے فتوی کی بناء پر پھانسی دیدی گئی۔

۷ر فروری ۱۹۳۸ء کو عدالت بھاولپور کے اسپیشل جج محمد اکبر نے ایک مرزائی شوہر عبدالرزاق کے کافر اور مرتد ہونے کا فیصلہ دیا اور تنسیخ نکاح کا حکم دیا۔

۱۹۶۹ء میں جیمس آباد (سندھ فیملی کورٹ) کے جج قیصر حمیدی نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا فیصلہ دیا۔

ستمبر ۱۹۸۲ء میں جنوبی افریقہ کی عدالت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

تعاقب مرزائیت (اہم معلومات)

۱۳۰۱ھ میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ اولین صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے مرزا قادیانی کی دہریت کا فتوی دیا۔

صفر ۱۳۳۱ھ میں اکابر دارالعلوم دیوبند نے قادیانی کے مرتد، زندیق اور ملحد ہونے پر متفقہ فتوی دیکر مرزائیت کو سبوتاژ کرنے کی داغ بیل ڈالی۔

۱۲ر رجب ۱۳۳۶ھ کو مفتی اعظم ہند مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب رحمہ اللہ مفتی اول دارالعلوم دیوبند نے ایک مبسوط فتوی ''تکفیر قادیان'' کے نام سے شائع کیا۔

۱۵ر جون ۱۹۰۹ء کو حضرت مولانا احمد حسن امروہی رحمہ اللہ تلمیذ خاص حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے رام پور کے مناظرہ میں قادیانیوں کو شکست فاش دی۔

مارچ ۱۹۲۱ء میں مرزائیوں کے علی الرغم قادیان میں اکابر دارالعلوم دیوبند نے زیر صدارت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند سہ روزہ عظیم الشان اجلاس کر کے قادیانوں کو جھوٹے نبی کے مکر و فریب سے آگاہ کیا۔

شعبان ۱۳۲۱ھ میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ مفتی اعظم ہند نے شاہجہاں پور سے رد قادیانیت پر ''البرہان'' نامی رسالہ جاری کیا۔

بھاولپور کے معرکۃ الاراء تاریخی مقدمہ میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ و دیگر اکابرین دیوبند کے مدلل و مفصل بیان پر ۷ر فروری ۱۹۳۵ء کو محمد اکبر منصف نے

قادیانیوں کو مرتد قرار دیا۔

۱۳۴۳ھ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے اپنے اجلہ تلامذہ کے ہمراہ پورے پنجاب کا دورہ کر کے قادیانیوں کے منطقی جال کے تار و پود بکھیر دیئے۔

تحفظ ختم نبوت کی تنظیم کے لئے امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے خدام الدین کے عظیم الشان اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۳۰ء میں حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ہاتھ پر پانچ سو علماء کے ہمراہ بیعت کی اور شاہ عطاء اللہ بخاری کو امیر شریعت نامزد فرمایا۔

۱۹۵۳ء میں پاکستان میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور حضرت مفتی محمود صاحب تلمیذ خاص حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی قیادت میں دوبارہ ناموس رسالت کے بے لوث محافظین میدان میں نکلے۔

اور ۱۹۷۴ء میں حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تلمیذ خاص علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی قیادت میں دوبارہ ناموس رسالت کے بے لوث محافظین میدان میں نکلے جنھوں نے بالآخر قادیانوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد حکومت وقت سے منظور کرالی۔

بصیرت اہل اللہ

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ متوفی ۲۱ر جمادی الاخری ۱۳۱۷ھ قادیانیت کے رونما ہونے سے پہلے بطور کشف پیشین گوئی فرمائی اور علماء امت کو اس جانب متوجہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے حضرت پیر علی شاہ گولڑوی صاحب رحمہ اللہ کو باصرار و تاکید مکۃ المکرمہ سے ہندوستان واپس جانے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا تم ضرور اپنے وطن چلے جاؤ اگر بالفرض تم ہندوستان میں خاموش بھی بیٹھے رہو تو وہ فتنہ ترقی نہ کرے گا اور ملک میں سکون رہے گا، پیر صاحب رحمہ اللہ اس کشف کو فتنہ قادیانی سے تعبیر فرماتے تھے۔

قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ متوفی ۴ر جمادی الاولی ۱۲۹۷ھ نے فتنہ قادیانیت کے ظاہر ہونے سے قبل آنحضرت ﷺ کی خاتمیت پر رسالہ ''مناظرہ عجیبہ'' لکھ کر قادیانی تاویلات کے راستے مسدود فرمادیئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اپنا دین وایمان ہے کہ بعد رسول کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے (مناظرہ عجیبہ ص ۱۰۳)

علماء اسلام کا متفقہ فتوی ۱۳۳۶ھ

فتنہ قادیانیت کی ابتدا ہی سے علمائے اسلام نے دنیا کے سامنے اس کے کفر کو سورج سے زائد روشن دلائل سے واضح کردیا۔ دنیائے اسلام نے اس چیز کو تسلیم کرلیا اور فیصلہ کردیا کہ قادیانی فرقہ بلاشبہ وتردد دائرہ اسلام سے خارج ایک فرقہ مرتدہ ہے۔ عدالتی سطح سے بھی ثابت کردیا گیا کہ ہر قادیانی شخص دائرہ اسلام سے خارج مرتد اور زندیق ہے، تاریخ اسلام قرن اول ہی سے فیصلہ کرچکی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر طرح کا دعوی نبوت قطعی کفر ہے۔ اور مدعی نبوت اور اس کے متبعین سے اسلامی حکومتوں کو جہاد ومقابلہ لازم وضروری ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی آنجہانی کے کفریات اور دعوی نبوت اور اس کے متبعین کے عقائد کفریہ کے متعلق ۱۳۳۶ھ میں غیر منقسم ہندوستان کے تمام مدارس دینیہ اور مراکز اسلامیہ سے فتاوی لئے گئے تھے۔ طوالت سے بچتے ہوئے یہاں مشہور چند مدارس کے فتاوی درج کردیتا ہوں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس امر میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) آیت مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ کا مصداق میں ہوں (ازالۃ الاوہام طبع اول ص ۶۷۳)

(۲) مسیح موعود (جن کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے) میں ہوں (ازالہ اوہام

طبع اول ص ۶۶۵)

(۳) مہدی موعود اور بعض نبیوں سے افضل میں ہوں (معیار الاخیار صفحہ ۱۱)

(۴) إن قدمی علی منارة ختم علیه کل رفعة میرا قدم اس مینار پر ہے جہاں کل بلندیاں ختم ہو چکی ہیں (خطبہ الہامیہ ص ۴۵)

(۵) لا تقیونی باحد ولا أحدابی میرے مقابل کسی کو پیش نہ کرو (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)

(۶) میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی ہوں اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں (لیکچر سیالکوٹ نمبر ۳۳)

(۷) میں امام حسین علیہ السلام سے افضل ہوں (دافع البلاء ص ۱۳)

(۸) إنی قتیل الحب لکن حسینکم، قتیل العدی فالفرق أجلی وأظهر میں عشق کا مقتول ہوں، مگر تمہارا حسین دشمنوں کا مقتول ہے فرق بالکل ظاہر ہے (اعجاز احمدی)

(۹) یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار تھیں (معاذ اللہ) (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

(۱۰) یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔

(۱۱) یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا (ازالہ ص ۳۰۳ و ۳۳۲ و ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

(۱۲) میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے ہی لئے مخصوص ہے (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۱۳) مجھے الہام ہوا ہے: یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَیْکُمْ جَمِیْعًا اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۱۴) میرا منکر کافر ہے (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۱۵) میرے منکر بلکہ متاملوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں (فتاوی احمدیہ جلد اول ص ۱۸)

(۱۶) مجھے خدا نے کہا: اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن (البشری ص ۴۹)

(۱۷) لولاك لما خلقت الافلاك اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

(۱۸) میرا الہام ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی یعنی میں بلا وحی نہیں بولتا (اربعین ۳)

(۱۹) مجھے خدا تعالیٰ نے کہا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ یعنی خدا نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۸۵)

(۲۰) مجھے خدا نے کہا: إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (خدا کہتا ہے تو بلا شک رسول ہے) (حقیقۃ الوحی ۱۰۷)

(۲۱) آتانی مالم یوت أحد من العالمین خدا نے مجھے وہ عزت دی جو کسی کو نہیں دی گئی (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۲)

(۲۲) الله معك یقوم أینما قمت (خدا تیرے ساتھ ہوگا جہاں کہیں تو رہے) (ضمیمہ آنجام آتھم ص ۱۷)

(۲۳) رأیته فی المنام عین الله وتیقنت أننی هو فخلقت السماوات والأرض (میں نے اپنے آپ کو بعینہ خدا دیکھا اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے زمین و آسمان بنائے) (آئینہ کمالات ص ۶۴، ۶۵)

(۲۴) میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں (فتاوی احمدیہ جلد دوم ص ۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا اقوال مذکورہ میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلمہ غیر مصدقہ کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں۔

دار العلوم دیوبند کا فتوی

اقوال مذکورہ کا کفر اور ارتداد ہونا ظاہر ہے پس وہ شخص جو ایسا کہتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے اور جو اس کی پیروی کرتا ہے اور تصدیق کرنے والے ہیں وہ کافر و مرتد اور

دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اہل اسلام کو ان سے مناکحت درست نہیں اور ان کے ساتھ نکاح منعقد نہ ہوگا، اگر کوئی مسلمان نکاح کے بعد مصدق قادیانی کا ہو جائے تو وہ فوراً مرتد ہو جاوے گا، اور نکاح فسخ ہو جائے گا اور تفریق لازم ہوگی۔

عزیز الرحمٰن عفی عنہ، مدرس دار العلوم دیوبند ۱۲

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
غلام رسول عفی عنہ	فقیر اصغر حسین عفی عنہ	محمد رسول خان عفی عنہ
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد اعزاز علی عفی عنہ	گل محمد خان مدرسہ دیوبند	احمد امین عفی عنہ
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد تفضل حسین عفی عنہ	محمد ادریس عفی عنہ	عبد الوحید عفی عنہ

مظاہر العلوم سہارن پور کا فتوی

سوال مذکور الصدر میں اکثر ایسے امور ذکر کئے گئے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک متفق علیہ ناجائز اور موجب کفر وارتداد قائل ہیں۔ پس جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو اور ان اقوال کا مصدق ہو تو اس کے کفر میں کچھ کلام نہیں وہ شرعاً مرتد ہوگا جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جو پہلے سے بعد نکاح کے قادیانی عقائد ہو گیا اس کا نکاح فوراً شرعاً باطل ہو جائے گا۔ قضاء قاضی اور حکم حاکم کی بھی شرعاً اس میں ضرورت نہیں۔ إرتداد أحدهما (الزوجين) فسخ عاجل بلا قضاء شامی جلد ثانی ص ۴۲۵ لایجوز ان یتزوج مسلمة إلخ. ویحرم ذبیحته وصیده بالکلب، والبازی والرمی عالمگیری ۸۷۷۔

حررہ: عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ۹/اپریل ۱۹۱۸ء

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
خلیل احمد صدر المدرس	ثابت علی عفی عنہ	عبد الرحمٰن عفی عنہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	قد اصاب من الجواب
عبد اللطیف عفی عنہ	عبد الوحید سنبھلی	ممتاز میرٹھی عفی عنہ
الجواب صحیح	الجواب صحیح	ہذا ہو الحق
منظور احمد عفی عنہ	عبد القوی عفی عنہ	محمد ادریس
الجواب حق	الجواب صحیح	جواب المجیب صحیح
محمد فاضل عفی عنہ	بدر عالم میرٹھی عفی عنہ	علم الدین حصاروی
الجواب مصیب	ہذا الجواب حق	ہذا الجواب صحیح
غلام حبیب پیشاوری	عبد الکریم نوگاوی	فصیح الدین سہارن پوری
جواب المجیب اصح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد روشن الدین محمد پوری	نور محمد عفی عنہ	محمد بلوچستانی عفی عنہ
الجواب حق	للہ در المجیب	
ظریف احمد مظفر نگری	محمد حبیب اللہ عفی عنہ	

تھانہ بھون کا فتوی

جو مسلمان ایسے عقائد اختیار کرلے جن میں بعضے یقینی کفر ہیں بحکم مرتد ہے اور مرتد کا نکاح مسلمان عورت سے اور اسی طرح مرتدہ کا نکاح مسلمان مرد سے صحیح نہیں۔ اور نکاح ہو جانے کے بعد اگر عقائد کفریہ اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔

اشرف علی عفی عنہ ۱۳۳۶ھ

رائپور کا فتوی (ضلع سہارن پور)

جو شخص مسلمان ہو کر ان اقوال اور عقائد کا معتقد ہو وہ بلا تردد مرتد ہے اس سے کوئی اسلامی معاملہ اور رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں اور جو ان کے عقائد تسلیم کر کے مرتد

ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہے۔

حررہ: نور محمد لدھیانوی مقیم رائے پور۔

مصدق: حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوری

الجواب صحیح	الجواب صحیح	مجھے اتفاق ہے
عبدالقادر شاہ پوری	مقبول سجانی کشمیر	محمد سراج الحق
مصدق	جواب درست ہے	ہذا الجواب صحیح
خدا بخش فیروز پوری	محمد صادق شاہ پوری	احمد شاہ امام جامع مسجد بہٹ
	الجواب صحیح	
	اللہ بخش بھاول نگری	

دہلی کا فتوی

(الف) فرقہ قادیانی قطعاً منکر آیات قرآنی اور احادیث صحیح اور اجماع امت کا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ان سے مناکحت یقیناً ناجائز اور باطل ہے۔

حررہ: حکم ابراہیم مفتی دہلوی، مدرسہ حسینہ

(ب) مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال مندرجہ سوال اکثر میرے دیکھے ہوئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنا دینے کے لئے کافی ہیں، پس مرزا صاحب اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ کا مصدق ہو سب کافر ہیں۔ تعجب ہے کہ مرزائی تو غیر احمدی کا جنازہ بھی حرام بتا دیں اور غیر احمدی ان کے ساتھ رشتے ناطے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

حررہ: محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس و مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ

قادیانیت کی پہچان

از

جناب مولانا روح الامین صاحب بنگلہ دیشی

نظر ثانی

حضرۃ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

ناشر
مکتبہ حجاز، دیوبند، ضلع سہارنپور (یوپی)

